روزنامہ
WATTAN
The Urdu Daily
وطن
بڈگام

اتوار
26 جنوری 2024
SUNDAY
26-JANUARY-2025

نعمان علی کی ٹیسٹ کرکٹ میں ہیٹرک
صفحہ 08

سرفراز احمد کی جگہ کون لے گا؟
صفحہ 08

The Urdu Daily WATTAN Budgam ■ RNI No. JKURD/2011/37141 ■
■ جلد: 15 ■ شمارہ نمبر: 22 ■ صفحات: 08 ■ قیمت: 02 روپے ■

یوم جمہوریہ کی تقریبات، فلک تا زمین سیکورٹی کے انتظامات

پورے جموں وکشمیر میں الرٹ جاری

سرحدوں پر بھی سیکورٹی انتہائی سخت، بخشی اسٹیڈیم کے ارد گرد سخت حفاظتی اقدامات

سرینگر/25 جنوری//

یوم جمہوریہ کی تقریبات کو خوش اسلوبی کیساتھ انجام دینے کیلئے جموں کشمیر میں حفاظت کے غیر معمولی اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔ بخشی سٹیڈیم سرینگر اور مولانا آزاد اسٹیڈیم جموں کے علاقوں کو فوجی چھاونی میں تبدیل کردیا گیا ہے۔ دراندازی کے واقعات رونما ہونے کے پیش نظر حد متارکہ پر مزید پولیس وفورسز تعینات کردی گئی ہیں کسی بھی ناخوشگوار واقعے کو ٹالنے کیلئے فورسز کو چوبیس گھنٹے متحرک رہنے کے احکامات صادر کئے گئے ہیں۔ سی این آئی کے مطابق 26 جنوری کو یوم جمہوریہ تقریبات کیلئے پوری جموں کشمیر میں ہائی الرٹ جاری کردیا گیا ہے اور حفاظت کے غیر معمولی اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔ مولانا آزاد اسٹیڈیم جموں اور بخشی اسٹیڈیم سرینگر کے علاقوں کو فوجی چھاونی میں تبدیل کردیا گیا ہے۔ تقریبات انجام دینے سے پہلے دونوں اسٹیڈیموں کی تلاشی لے لی گئی سونگھنے والے کتوں کی خدمات حاصل کی گئی۔ پولیس وفورسز ذرائع کے مطابق تقریبات کے دوران حملوں کا خدشہ موجود ہیں جسے ٹالنے کیلئے پولیس وفورسز کو حد متارکہ کے ساتھ ساتھ پورے جموں کشمیر میں متحرک کردیا گیا ہے۔ پولیس وفورسز ذرائع کے مطابق 26 کی تقریبات کے دوران ممکنہ حملوں کو ٹالنے کیلئے بہتر اقدامات اٹھائے گئے ہیں اور لوگوں کے جان ومال کے تحفظ کو یقینی بنانے کیلئے چوبیس گھنٹے پولیس وفورسز کو متحرک۔۔۔۔101

وندے بھارت ایکسپریس ٹرین کا کامیاب ٹرائل رن

کشمیر سے کنیا کماری تک ریل سروس کیلئے محکمہ ریلوے کی جانب سے ایک اور سنگ میل عبور

سرینگر/25 جنوری//

محکمہ ریلوے میں ایک اور سنگ میل کے تحت کشمیر کے موسم کے مطابق تیار کردہ" وندے بھارت" بھارت ایکسپریس ٹرین نے کٹرا سے بڈگام ریلوے اسٹیشن تک کامیابی کے ساتھ آزمائشی سفر مکمل کر لیا۔ آزمائشی سفر کی کامیابی کے بعد جلد ہی اس کو ہری جھنڈی دکھا کر عوام کے نام وقف کیا جائے گا۔ سی این آئی کے مطابق ریلوے حکام نے بتایا کہ ماتا ویشنو دیوی ریلوے اسٹیشن کٹرہ سے بڈگام تک پہلی وندے بھارت ایکسپریس ٹرین کا آزمائشی رن کامیابی سے مکمل ہو گیا ہے۔ ریلوے حکام کے مطابق "وندے بھارت۔۔۔۔102

ووٹ پرچی عام شہری کا سب سے بڑا ہتھیا

سرینگر/25 جنوری//

قومی یوم رائے دہندگان کی مبارکباد دیتے ہوئے صدر جموں وکشمیر نیشنل کانفرنس ڈاکٹر فاروق عبداللہ نے کہا کہ ووٹ پرچی ایک عام شہری کا سب سے بڑا ہتھیار ہوتا ہے، جو اپنے قیمتی ووٹ کے ذریعے کوئی بھی حکومت گرا سکتا ہے اور اپنی من چاہی حکومت معرض وجود میں لاسکتا ہے۔ سی این آئی کے مطابق ڈاکٹر فاروق عبداللہ۔۔۔۔103

چلہ کلان کے ایام میں دن میں کھلی دھوپ

آئندہ کچھ دنوں تک موسم میں تبدیلی کا کوئی امکان نہیں

سرینگر/25 جنوری//

دن میں کھلی دھوپ نکلنے اور رات کے دوران مطلع صاف رہنے کے نتیجے میں وادی کشمیر میں شدید سردی کی لہر جاری ہے۔ اسی دوران سرینگر میں بھی شبانہ درجہ حرارت میں کافی۔۔۔۔104

حالیہ انتخابات میں تاریخی ٹرن آوٹ لوگوں کے

جمہوری اقدار پر پختہ اعتماد اور نئے دور کی امید کی عکاسی کرتا ہے

سرینگر/25 جنوری//

جموں کشمیر میں معصوم لوگوں کو نشانہ بنانے والے دہشت گردوں کو انصاف کے کٹہرے میں لایا جائے گا اور قصورواروں اور دہشت گردوں کی مدد اور پناہ دینے والوں کو خبردار کرتے ہوئے لیفٹیننٹ گورنر منوج سنہا نے کہا کہ جموں وکشمیر کی ترقی کو پٹری سے اتارنے نہیں دیں گے اور کہا کہ دہشت گردی کے خاتمے کیلئے اجتماعی۔۔۔۔105

The Urdu Daily
WATTAN
روزنامہ وطن سرینگر

''تپ دق'' قابل علاج متعدی مرض

تپ دق (ٹی بی) ایک قابل علاج متعدی یعنی ایک دوسرے کو لگنے والی بیماری ہے۔ جب ٹی بی کا مریض کھانستا ہے تو ہوا کے ذریعے اس کے بلغم میں موجود بیکٹیریا دوسروں تک پہنچ جاتا ہے، اس طرح دوسرا شخص بھی ٹی بی کا مریض بن جاتا ہے۔ یہ ایک قسم کا انفیکشن ہے، جس کا سبب جراثیم ہوتے ہیں۔ یہ جراثیم عموماً پھیپھڑوں کو متاثر کرتے ہیں، تاہم یہ جسم کے دیگر حصوں بشمول گردے، ریڑھ کی ہڈی اور دماغ کو بھی متاثر کر سکتے ہیں۔ تپ دق کی 2 قسمیں ہوتی ہیں، ایک مخفی یا پوشیدہ تپ دق جو ایک سے دوسرے کو نہیں لگتا، دوسرا اصل تپ دق جو متعدی ہوتا ہے یعنی ایک سے دوسرے کو لگ سکتا ہے۔ فعال تپ دق کی بیماری ''مائیکوبیکٹیریم ٹیوبرکلوسس'' جیسے ایک بیکٹیریا کے انفیکشن کی وجہ سے ہوتی ہے۔ جو شخص مخفی تپ دق کے انفیکشن میں مبتلا ہوتا ہے، اس میں اس مرض کی کوئی بھی علامت ظاہر نہیں ہوتی اور نہ ہی وہ خود کو بیمار محسوس کرتا ہے، تاہم جب مریض کے خون کا ٹیسٹ کیا جاتا ہے تو اس وقت پتہ چلتا ہے کہ وہ لمفری جراثیم کے انفیکشن میں مبتلا ہے۔ مخفی ٹی بی میں مبتلا شخص دوسرے لوگوں تک جراثیم پھیلانے کی صلاحیت نہیں رکھتا جو افراد مخفی ٹی بی میں مبتلا ہوتے ہیں، ان میں بیماری کی علامتیں کم ابھرتی ہیں، کیوں کہ ان کے جسم میں جراثیم غیر فعال ہوتے ہیں۔ تاہم پوشیدہ ٹی بی میں مبتلا افراد کا مدافعتی نظام اگر کمزور ہو تو پھر جراثیم فعال ہو جاتے ہیں اور وہ حقیقی ٹی بی کے مرض میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔ پوشیدہ ٹی بی میں مبتلا افراد کا علاج اس بات کو یقینی بنانے کے لیے کیا جاتا ہے کہ وہ کہیں فعال ٹی بی کے مرض میں مبتلا نہ ہو جائے۔ اس کی تشخیص کے لیے بلغم کا ٹیسٹ کروایا جاتا ہے۔ اس کی ایک قسم **Drug resistant TB** کہلاتی ہے۔ اگر تپ دق کے مریض پر دوائیں اثر نہ کر رہی ہوں تو پھر کہا جاتا ہے کہ اسے ڈرگ ریزسٹنٹ ٹی بی ہو گئی ہے۔ ٹی بی کے جراثیم پر ادویہ کا اثر نہ ہونے کی دو اہم وجوہ ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ متاثرہ فرد جب دوا مقررہ مقدار اور تعداد میں باقاعدگی سے نہ کھا رہا ہو۔ دوسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ اس فرد کو ٹی بی جس مریض سے منتقل ہوئی ہے اسے ڈرگ ریزسٹنٹ ٹی بی لاحق ہو۔ تپ دق کے جراثیم جسم میں داخل ہونے کے بعد ضروری نہیں کہ یہ انسان کو بیمار کر دیں۔ یہ جسم کے اندر خاموش یا خوابیدہ حالت میں بھی رہ سکتے ہیں۔ طبی اصطلاح میں اسے **Latent TB** کہا جاتا ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق ہر سال لاکھوں لوگ اس بیماری کا شکار ہوتے ہیں۔ یہ کوئی ایسی بیماری نہیں ہے، جس کا علاج ممکن نہیں ہے۔ لیکن ظاہری علامات کی بنیاد پر تپ دق کی تشخیص بہت مشکل ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض دیگر امراض کی علامات بھی تپ دق کی علامات کے مشابہ ہوتی ہیں۔ اس کی حتمی تشخیص بیکٹیریا کی موجودگی کے یقینی شواہد مل جانے کے بعد ہی ممکن ہوتی ہے۔ اس کے کچھ ٹیسٹ براہ راست بیکٹیریا کی موجودگی کی نشان دہی کے لیے کیے جاتے ہیں۔ دوسرے

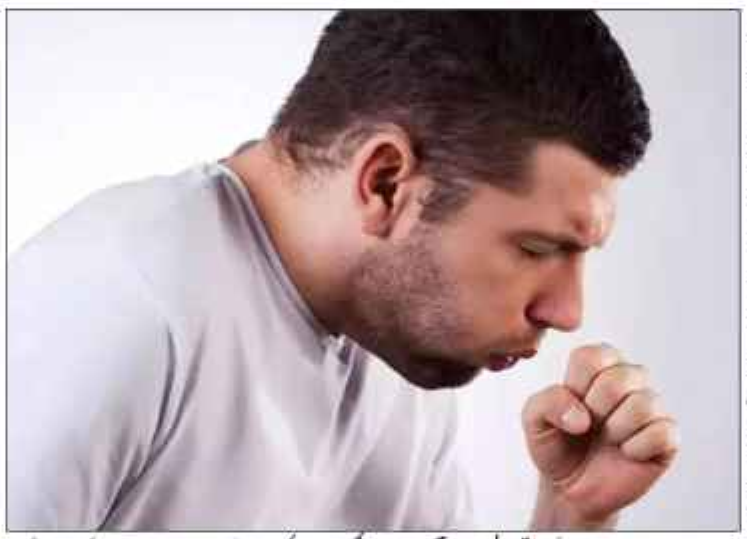

ٹیسٹ جیسے ایکسرے وغیرہ ممکنہ مریض پر بیکٹیریا کے اثر کا مشاہدہ کرنے کے لیے کیے جاتے ہیں۔

اس کا علاج بھی موجود ہے اور اس کی ادویات بھی لیکن ان کے باوجود اقوام متحدہ کے عالمی ادارہ صحت کی رپورٹس کے مطابق تپ دق دنیا میں اموات کی ایک بڑی وجہ بن چکی ہے۔ پاکستان میں ہر سال تقریباً 5 لاکھ افراد ٹی بی سے متاثر ہوتے ہیں، جس میں تقریباً ایک تہائی علاج کے لیے کہیں بھی رجسٹرڈ نہیں ہوتے اور ان کے ذریعے یہ مرض پھیلتا رہتا ہے۔ تپ دق 5 سے 15 سال تک کے بچوں میں زیادہ پائی جاتی ہے۔ عالمی ادارہ صحت کی رپورٹ کے مطابق پوری دنیا میں 74000 بچے ہر سال تپ دق سے جان کھو بیٹھتے ہیں اور ہر سال نصف ملین اس کے نئے مریض بچے سامنے آتے ہیں۔ یہ ایک متعدی بیماری ضرور ہے لیکن سو فی صد قابل علاج ہے۔ اس کو ابتدائی مرحلہ میں ہی بروقت اور آسانی سے کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔ اس کے علاج کا دورانیہ 6 سے 9 مہینے تک ہوتا ہے۔

علامات

اس کی علامات کا دارومدار اس بات پر ہوتا ہے کہ جسم کا کون سا حصہ متاثر ہوا ہے۔ عموماً تپ دق کے جراثیم پھیپھڑوں کو نشانہ بناتے ہیں۔ اسے ''پلمونری ٹیوبرکلوسس'' کہا جاتا ہے۔ ایکسٹرا پلمونری ٹیوبرکلوسس تپ دق کی وہ شکل ہے جب پھیپھڑوں کے علاوہ جسم کا کوئی حصہ اس سے متاثر ہوتا ہے، تاہم یہ دونوں اقسام بہ یک وقت بھی پائی جا سکتی ہیں۔ تپ دق کی عمومی علامات میں مسلسل 3 ہفتے سے زائد بلغم کے ساتھ ہونے والی کھانسی، کھانسی کے ساتھ خون آنا، تیز بخار، بہت زیادہ سردی کا محسوس ہونا، وزن میں کمی، سوتے ہوئے بہت زیادہ پسینہ آنا، تھکاوٹ کی وجہ سے ہر وقت نیند کا طاری رہنا، کھانے کی خواہش ختم ہو جانا، گلے کی سوجن، خاص طور پر لمفی گلینڈز کا سوج جانا، پھیپھڑوں میں بعض اوقات پانی بھر جانا، سینے سے سیٹی کی آوازوں کا آنا، آواز کا بہت زیادہ بیٹھ جانا، سینے میں درد شامل ہیں۔

قدرتی چیزوں سے علاج

سیب: سیب کا استعمال تپ دق کے مریض کے لیے نہایت مفید ہے۔ روز ایک گلاس سیب کا جوس پینے سے جسم میں ہونے والی کمزوری دور ہو جاتی ہے۔

سنگترہ: پھیپھڑوں کی تپ دق میں مبتلا مریضوں کے لیے سنگترہ بے حد فائدے مند ثابت ہوتا ہے۔ اس کا روز ایک گلاس جوس پینے سے پھیپھڑے صحت مند ہو کر دوبارہ افعال ہو جاتے ہیں۔ ایک گلاس سنگترے کے رس میں ایک چائے کا چمچہ شہد اور چٹکی بھر نمک ڈال کر پئیں۔ اس جوس کا باقاعدہ استعمال مرض سے نجات دلاتا ہے۔

کیلا: ایک پیالی ناریل کے پانی میں ایک کیلا چھیل کر اس میں ملائیں اور اچھی طرح سے اسے پھینٹ لیں، پھر اس میں ایک کپ دہی اور ایک چائے کا چمچہ شہد ملائیں۔ یہ ایک مربہ کی شکل تیار کرے گا اور اسے روزانہ کھائیں یہ تپ دق میں بے حد مفید ہے۔

کلونجی: آدھا چائے کا چمچہ کلونجی پیس کر پانی کے ساتھ کھائیں، یہ تپ دق کے لیے بے حد فائدہ مند ہے۔

اخروٹ: دو اخروٹ کو پیس لیں۔ اس میں ایک چائے کا چمچہ پسا ہوا لہسن اور اسی مقدار کا مکھن بھی شامل کریں۔ ان تینوں اشیا کو ملا کر ان کا ایک چمچہ روز کھائیں۔

ادرک: ایک چائے کا چمچہ ادرک لیں اس میں اتنی ہی مقدار میں شہد ڈال کر اسے صبح و شام کھائیں۔

بچاؤ: تپ دق سے بچاؤ کے ممکنہ اقدامات میں سب سے ضروری اس کے جراثیم کو ایک سے دوسرے فرد تک پہنچنے سے روکنا ہے۔ اس سے بچاؤ کی ویکسین بھی موجود ہے جو ''بی سی جی'' کہلاتی ہے، مگر یہ صرف بچوں کو لگائی جاتی ہے۔ بالغ افراد میں یہ موثر نہیں ہوتی۔ اگر کسی گھر میں کوئی فرد ٹی بی سے متاثر ہو تو اس کے کھانے پینے کے برتن، تولیہ اور استعمال کی دوسری چیزیں الگ کر دینی چاہئیں۔ علاوہ ازیں مریض اور گھر میں موجود لوگوں کو فیس ماسک کا استعمال لازمی کرنا چاہیے، تاکہ اس کے جراثیم صحت مند افراد میں منتقل نہ ہو سکیں۔

چھاتی کا سرطان

چھاتی کا سرطان خواتین کی صحت کو متاثر کرنے والا اہم مسئلہ ہے، جس کی تشخیص اور اس کے علاج کی جلد شناخت کاری کی ضرورت ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق ہر سال پاکستان میں تقریباً ہزاروں خواتین کو بریسٹ کینسر کی تشخیص ہوتی ہے۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب تغیرات نامی تبدیلیاں جین میں ہوتی ہیں جو خلیوں کی نشوونما کو منظم کرتی ہیں۔ تغیرات خلیوں کو غیر کنٹرول شدہ طریقے سے تقسیم اور ضرب لگاتے ہیں۔ چھاتی کا کینسر چھاتی کے خلیوں میں تیار ہوتا ہے۔ عام طور پر یہ ''لوبولس'' یا ''چھاتی کی نالیوں'' میں بنتا ہے۔ لوبول وہ غدود ہیں جو دودھ پیدا کرتے ہیں اور نالیاں دودھ کو غدود سے نپل تک پہنچاتے ہیں۔ کینسر آپ کے چھاتی کے اندر فیٹی ٹشو یا ریشہ دار کنکٹی ٹشو میں بھی ہو سکتا ہے۔ کینسر کے بے قابو خلیات اکثر چھاتی کے دوسرے صحت مند ٹشو پر حملہ کرتے ہیں اور بازوؤں کے نیچے لمف نوڈس تک جا سکتے ہیں۔ لمف نوڈس ایک بنیادی راستہ ہے جو کینسر کے خلیوں کو جسم کے دوسرے حصوں میں منتقل کرنے میں مدد کرتا ہے۔ اکتوبر کو ''بریسٹ کینسر'' کی آگاہی کے مہینہ کے طور پر منایا جاتا ہے۔

...**خطراتی عوامل**... چھاتی کے سرطان کے حوالے سے عام تاثر یہ پایا جاتا ہے کہ یہ مرض صرف عورتوں میں ہوتا ہے، جب کہ ایسا نہیں ہے، یہ مرض مردوں میں بھی ہو سکتا ہے۔ عورتوں کو بریسٹ کینسر ہونے کا خطرہ مردوں کے مقابلے میں زیادہ ہوتا ہے، اس لیے یہ مرض عورتوں میں ہی زیادہ دیکھنے کو ملتا ہے۔

......**عمر**...... بڑھتی عمر ایک خطرے کا عامل ہے، 40 سال سے کم عمر کی خواتین میں اس مرض کا خطرہ کم ہوتا ہے، تاہم بڑھتی عمر میں اس مرض کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔

خاندانی پس منظر

بریسٹ کینسر کے اسباب میں سب سے بڑا سبب جینز کی تبدیلی ہے، اگر کسی کے خاندان میں بریسٹ کینسر کے مریض ہوں تو دوسرے لوگوں کے متاثر ہونے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔

......**ذاتی صحت**...... اگر کسی کو ایک بریسٹ میں کینسر کی تشخیص ہو جائے تو دوسرے میں اس کے ہونے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ ☆ ریڈی ایشن ☆ حیض کا جلدی آنا ☆ دیر سے حیض کا بند ہونا ☆ موٹاپا ☆ نیکوٹین اور الکوحل کا استعمال ☆ ہارمون تبادلہ تھراپی۔

......**اقسام**...... چھاتی کے کینسر کی بھی مختلف اقسام ہیں۔ ☆ ڈکٹل کارسنوما: یہ دودھ کی نالی سے شروع ہوتا ہے اور یہ سب سے عام قسم ہے۔ ☆ لوبولر کارسنوما: یہ لوبولس میں شروع ہوتا ہے۔ حملہ آور چھاتی کا کینسر اس وقت ہوتا ہے جب کینسر کے خلیے لوبس یا نالیوں کے اندر سے ٹوٹ جاتے ہیں اور قریبی ٹشو پر حملہ کرتے ہیں۔ اس سے جسم کے دوسرے حصوں میں کینسر پھیلنے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ نان انویسو چھاتی کا کینسر اس وقت پیدا ہوتا ہے جب کینسر اپنی اصل جگہ کے اندر رہتا ہے، وہ دوسرے حصوں میں پھیلا نہیں ہوتا، تاہم یہ خلیات بعض اوقات ناگوار چھاتی کے سرطان کی طرف بڑھ سکتے ہیں۔

......**علامات**...... چھاتی کے سرطان کی ہر قسم مختلف علامات کا سبب بن سکتی ہے۔ ان میں سے بہت سی علامات ایک جیسی ہیں، لیکن کچھ مختلف بھی ہو سکتی ہیں۔ چھاتی کے عام سرطان کی علامات مندرجہ ذیل ہیں۔ ☆ چھاتی یا بغلوں میں گلٹی نمودار ہونا ☆ چھاتیوں کے سائز یا ساخت میں تبدیلی ☆ چھاتی میں جلد کی تبدیلی ☆ نپل کا دھنس جانا یا اس میں سے مواد کا نکلنا ☆ چھاتی پر ایک نیا نپل نمودار ہونا ☆ چھاتیوں کی جلد سرخ ہو جانا ☆ چھاتی میں درد ہونا ☆ نپل سے رطوبت بہنا، کچھ کیسز میں خون بھی بہہ سکتا ہے۔

......**تشخیص**...... چھاتی کے سرطان کی تصدیق کے لیے مندرجہ ذیل ٹیسٹ کیے جاتے ہیں۔ ☆ میموگرافی ☆ الٹرا ساؤنڈ ☆ بایوپسی بایوپسی بریسٹ کینسر کی تشخیص کے لیے اہم ہوتی ہے، اس میں چھوٹی گلٹی کا نمونہ لیا جاتا ہے اور تصدیق کیا جاتا ہے کہ یہ گلٹی کینسر کی ہے یا نہیں۔ کچھ ذہنوں میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ بایوپسی سے بریسٹ کینسر پھیلا سکتا ہے، جب کہ ایسا نہیں ہوتا بایوپسی بریسٹ کینسر کو پھیلانے کا ذریعہ نہیں بلکہ یہ اس کی بروقت تشخیص کا طریقہ کار ہے اور اس سے 90 فی صد جانیں بچائی جا سکتی ہیں۔

□□□□□

بون میرو ٹرانسپلانٹ

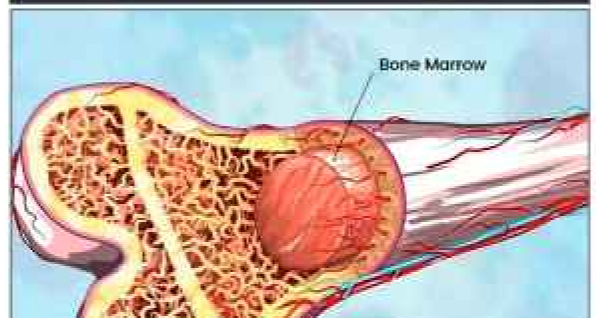

بون میرو انسانی جسم کی ہڈیوں کے درمیان پایا جانے والا ایک اسپنج دار مادہ ہے، یہ وہ جگہ ہے جہاں جسم کے زیادہ تر خون کے خلیات تیار اور محفوظ ہوتے ہیں، یہ خون کے سرخ و سفید خلیات اور پلیٹلیٹس بناتا ہے۔ یہ مادہ ہڈیوں میں اسٹیم سیل اور دیگر مادے تیار کرتا ہے، جس کے نتیجے میں انسانی جسم میں خون کے خلیے بننے کا عمل شروع ہوتا ہے۔ واضح رہے کہ خون بنیادی طور پر تین خلیات (cells) سفید خلیات، سرخ خلیات اور پلیٹلیٹس خلیات سے مل کر بنتا ہے۔

ہر قسم کے خون کے خلیے کا ایک اہم کام ہوتا ہے۔

☆ خون کے سرخ خلیے جسم کے تمام بافتوں (Tissues) تک آکسیجن لے جاتے ہیں۔

☆ پلیٹلیٹس خون کے جمنے میں مدد کر کے خون بہنا بند کرتے ہیں۔

☆ سفید خون کے خلیے انفیکشن سے لڑتے ہیں۔

بون میرو ٹرانسپلانٹ کیا ہے؟

بون میرو ٹرانسپلانٹ ایک طبی طریقہ علاج ہے جو کسی کے غیر صحت مند بون میرو کو صحت مند خلیوں سے بدل دیتا ہے۔ متبادل خلیات ڈونر کے جسم سے لیے جا سکتے ہیں۔ یہ جسم میں خون کے سرخ خلیات، سفید خون کے خلیات اور پلیٹلیٹس بنانے کی صلاحیت کو بحال کرتا ہے۔ بون میرو ٹرانسپلانٹ کو اسٹیم سیل ٹرانسپلانٹ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ لیوکیمیا، اے پلاسٹک انیمیا، تھیلے سیمیا، سکل سیل انیمیا، مائیلوما، لیمفوما، خون اور مدافعتی نظام کی دیگر بیماریاں جو بون میرو کو متاثر کرتی ہیں کے علاج کے لیے کیا جاتا ہے۔

بون میرو ٹرانسپلانٹ کو 1968 سے لیوکیمیا، اے پلاسٹک انیمیا، سکل سیل انیمیا، مائیلوما، لیمفوما، مدافعتی نظام کی خرابی، اور کچھ ٹھوس ٹیومر کینسر جیسی بیماریوں کے علاج کے لیے کامیابی سے استعمال کیا جا رہا ہے۔ بون میرو ٹرانسپلانٹ، بون میرو کی جگہ لے لیتا ہے جو بیماری سے خراب ہو چکا ہے، جیسے لیوکیمیا یا لیمفوما۔ صحت مند خون کے خلیے کسی عطیہ دہندہ سے، ٹرانسپلانٹ کیے جاتے ہیں، تاکہ وہ نئے خون کے خلیے تیار کریں اور نئے صحت مند میرو کی افزائش کریں۔

بون میرو ٹرانسپلانٹ کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے؟

لیوکیمیا، اے پلاسٹک انیمیا تھیلے سیمیا اور خون کی دیگر بیماریوں میں جب خون بننے کا عمل متاثر یا بند ہو جاتا ہے تو مریض کے سگے بھائی بہن یا والدین سے ٹشو میچ کرنے کے بعد ڈونر سے ہڈیوں کا تھوڑا سا گودا مریض کو منتقل کیا جاتا ہے، یہ بون میرو دینے والے کے لیے ایک بے ضرر عمل ہوتا ہے، جس سے بون میرو دینے والے ڈونر کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔

''آسٹیو پروسس'' خاموش اور مسلسل بڑھنے والی بیماری

کبھی سوچا ہے یہ ہمارے جسم میں موجود ہڈیاں کیوں ہیں اور ان کی کیا اہمیت ہے۔

☆......ہماری ہڈیاں ہماری صورت گری کرتی ہیں۔

☆......ہمارے اعضا کی حفاظت کرتی ہیں۔

☆......ہمیں حرکت کرنے میں مدد کرتی ہیں۔

☆......یہ اپنے اندر کیلشیم اور دیگر معدنیات کو ذخیرہ کرتی ہیں۔

بظاہر سخت اور ساکت نظر آنے والی ہڈیاں دراصل زندہ ٹشوز ہیں جن میں مسلسل تبدیلی آتی رہتی ہے۔ اور نئے ٹشو ان کی جگہ لیتے رہتے ہیں۔ اس سارے عمل میں ہڈیوں میں موجود خاص سیل **Osteoblast** اور **Osteoclast** حصہ لیتے ہیں۔ **Osteoblasts** جو ہڈیوں کے بننے اور گروتھ میں مدد کرتے ہیں اور نئے ٹشوز بناتے ہیں جب کہ **Osteoblasts** پرانی اور بوسیدہ ہڈی کے ٹشوز کو گھلا دیتے ہیں۔ اس طرح بوسیدہ ٹشو کی جگہ نئے ٹشوز لے لیتے ہیں یا صحت مند ٹشوز سے بوسیدہ ٹشوز **Replace** ہو جاتے ہیں جو **Osteoblast** بناتے ہیں۔ اس قدرتی عمل کو ہڈیوں کی تشکیل نو یا (**Remodeling**) کہا جاتا ہے۔ اس عمل سے ہمارے جسمانی ڈھانچے کی تقریباً 20 فی صد پرانی ہڈیاں ہر سال نئی ہڈیوں میں تبدیل ہوتی رہتی ہیں۔ ہڈیوں کی تشکیل نو ہماری جسمانی صحت کے لئے بہت ضروری ہے، کیوں کہ یہ عمل ہمارے ڈھانچے کو مضبوط رکھتا ہے اور جسم میں معدنیات کے توازن کو برقرار رکھتا ہے۔ 30 سال کی عمر تک ہماری ہڈیوں میں **Osteoblastic Activity** زیادہ ہوتی ہے اور 35 سال کی عمر کے بعد **Osteoblastic Activity** رفتہ رفتہ بڑھنے لگتی ہے۔ ہماری ہڈیاں بیمار بھی ہو جاتی ہیں۔ ان کی کچھ بیماریوں میں مندرجہ ذیل بیماریاں شامل ہیں۔

Osteoperia ہڈیوں کا کمزور اور پتلا ہونا۔

Osteoprosis ہڈیوں کا بھربھرا ہونا۔

Rickets بچوں میں ہڈیوں کا ٹیڑھا ہونا۔

Osteomalasia ہڈیوں کا ٹیڑھا پن۔

Fracture ہڈیوں کا ٹوٹ جانا اور کچھ اقسام کے کینسر آتے ہیں۔

آج ہم آسٹیو پروسس (**Osteoprosis**) یا ہڈیوں کے بھربھرا پن جسے ہم ہڈیوں کی خستگی بھی کہہ سکتے ہیں، اس پر بات کریں گے۔ ایک اندازے کے مطابق دنیا بھر میں 200 ملین افراد اسٹیو پروسس بیماری کا شکار ہیں۔ 50 سال سے زائد عمر کی ہر تین میں سے ایک عورت اور ہر پانچ میں سے ایک مرد اسٹیو پروسس کا شکار ہے۔ یہ مرض مردوں کی نسبت عورتوں میں زیادہ ہوتا ہے۔ ''پیڑ کو دیمک لگ جائے یا آدم زاد کو غم'' میں تھوڑی ترمیم اگر کی جائے کہ پیڑ کو دیمک لگ جائے یا انسان کو آسٹیو پروسس تو اس کا بچنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اگر بروقت تشخیص نا ہو سکے، کیوں کہ آسٹیو پروسس بھی ایک طرح سے ہڈیوں کی دیمک ہے۔ یہ ایک خاموش بیماری ہے، جس کی علامات عام طور پر ظاہر نہیں ہوتیں یا یوں سمجھیں کہ آسٹیو پروسس خاموش مگر مسلسل بڑھنے والی بیماری ہے بروقت تشخیص اور علاج کے بغیر یہ رفتہ رفتہ ہڈیوں کو اس حد تک کمزور کر دیتی ہے کہ وہ ٹوٹنے لگتی ہیں۔ ایک اچانک ٹھوکر، جھٹکا، گرنا یا پھر صرف کھانسی جس کا صحت مند انسان پر اثر نہیں ہوتا، مگر آسٹیو پروسس سے متاثر انسان میں ہڈی ٹوٹنے کا سبب بن سکتی ہے۔ اس مرض میں عام طور پر کولہے، کلائی اور ریڑھ کی ہڈی متاثر ہوتی ہے۔ گو کہ یہ ایک خاموش بیماری ہے، مگر ہمیں نظر رکھنا چاہیے کہ ہمارے قد میں ایک یا ایک انچ سے زیادہ کمی تو واقع نہیں ہو رہی۔ ☆ کھڑے ہونے اور بیٹھنے کے انداز میں جھکاؤ تو نہیں بڑھ رہا یا کمر کے نچلے حصے میں مستقل درد ہو رہا ہے یا پھر سانس لینے میں دشواری بھی ہو رہی ہے۔ اگر ایسا ہو تو ہڈیوں کے امراض کے ماہر سے رجوع کرنا چاہیے۔ اگر ہم جائزہ لیں کہ کن لوگوں کو اس بیماری میں مبتلا ہو جانے کا زیادہ خطرہ ہے تو 50 یا 50 سال سے زیادہ عمر کی خواتین اس بیماری سے زیادہ متاثر ہوتی ہیں۔

☆......خواتین میں اس کی بڑی وجہ مینوپاز ہے، کیوں کہ اس میں خون میں ایسٹروجن ہارمون کی کمی واقع ہو جاتی ہے جو ہڈیوں کو گھلنے سے روکتا ہے۔

☆......قبل از وقت حیض کا رک جانا جیسے کہ کسی آپریشن کے نتیجے میں، قدرتی طور پر کم عمری میں

☆......موروثیت، اگر خاندان میں یہ مرض موجود ہے تو اس مرض کا شکار ہونے کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔

☆......کچھ ایسی ادویات بھی ہیں جو آسٹیو پروسس کی وجہ بن جاتی ہیں۔ مثلاً کارٹی زون کا طویل عرصے تک استعمال، مرگی کی دوائیاں، چھاتی کے کینسر کے علاج کی دوائیاں۔

☆......کچھ روزمرہ کے معمولات کے نتیجے میں بھی آسٹیو پروسس ہو سکتا ہے۔

☆......غیر متحرک رہنا ☆......ورزش نہ کرنا

☆......سگریٹ نوشی کرنا ☆......کولا ڈرنکس کا بے تحاشہ استعمال

☆......غذا میں کیلشیم اور وٹامن ڈی کی کمی

...آسٹیو پروسس کی تشخیص...

اس مرض کی تشخیص کے لیے **BMD** ٹیسٹ یعنی **Bone mineral Density Test** کروایا جاتا ہے۔ اس سے ہڈیوں کی موٹائی یعنی **Bone mars** اور مضبوطی معلوم کی جاتی ہے۔ یوں بروقت ہڈیوں کے بھربھرے پن کا شکار ہو کر فریکچر سے پہلے ہی مرض کا پتا چل جاتا ہے اور بروقت علاج بھی ممکن ہو جاتا ہے۔ اس کے علاج کے لیے ورزش بہت ضروری ہے۔

انسانی جسم کا اہم منرل ''کیلشیم''

کیلشیم ہمارے جسم میں پایا جانے والا ایک اہم منرل ہے۔ یہ ہڈیوں، دانتوں، پٹھوں اور دل کو صحت مند رکھنے کے ساتھ ساتھ پورے جسم کو فعال رکھنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اس کی کمی ہمارے جسم میں کئی بیماریوں کا باعث بنتی ہے۔ اس منرل کو حاصل کرنے کے لیے کیلشیم سے بھرپور مختلف غذاؤں کا استعمال کرنا چاہیے۔ روزانہ ایک گلاس دودھ پینے سے جسم کو مطلوبہ مقدار میں یہ منرل حاصل ہو سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ کئی دوسری غذاؤں سے بھی کیلشیم کی کمی کو پورا کیا جا سکتا ہے۔ آج کل کیلشیم کی کمی ایک عام مسئلہ بن چکا ہے۔ ہر دوسرا شخص اس کا شکار ہو رہا ہے۔ اس کی کمی کی علامات کیا ہوتی ہیں اور اس کی کمی کو کیسے پورا کیا جا سکتا ہے۔ اس بارے میں ذیل میں چند علامات، علاج اور غذاؤں کے بارے میں موجود ہے۔

......علامات

پٹھوں میں کھنچاؤ

پٹھوں میں کھنچاؤ اور درد کیلشیم کی کمی کی ابتدائی علامات ہیں، ٹانگوں اور بازوؤں میں چلنے میں، اٹھنے بیٹھنے میں درد محسوس ہونا۔ اس کے ساتھ ساتھ ہاتھوں اور پیروں کا سن ہونا بھی اس کی کمی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔

انگلیاں سن ہونا

یہ جسم میں کیلشیم کی کمی کی سب سے بڑی اور پہلی وجہ ہوتی ہے۔ اس کمی ہونے پر اکثر افراد توجہ نہیں دیتے۔ انگلیوں کا سن ہونا یا سو جانا۔ اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ آپ کا جسم کیلشیم کی کمی کا شکار ہو رہا ہے۔

سستی اور غنودگی طاری رہنا

کیلشیم کی کمی کے باعث ہر وقت سستی اور غنودگی طاری رہتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں جسم میں کیلشیم کی کمی کی سطح کو متوازن کیا جاتا ہے۔ ہمارا جسم ایک وقت میں مخصوص تعداد میں کیلشیم کو جذب کر سکتا ہے۔ کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ بہت زیادہ کھانے سے کیلشیم کی کمی کو پورا کیا جا سکتا ہے لیکن ایسا نہیں ہے۔ بلکہ آہستہ آہستہ کم مقدار میں سارا دن میں وقفے کے ساتھ کھانا بہتر ہوتا ہے۔

تھکاوٹ محسوس ہونا

اس کی کمی کی صورت میں جسم شدید تھکاوٹ محسوس کرتا ہے اور ہر وقت سستی، کاہلی اور توانائی کا فقدان رہتا ہے۔ اس کی مزید علامات میں سر کا ہلکا محسوس ہونا، چکر آنا، دماغ کے آگے دھند کا چھا جانا، توجہ میں کمی وغیرہ۔

چیزوں کا بھولنا اور معاملات کو حل کرتے وقت دماغ کا الجھن کا شکار ہونا بھی شامل ہیں، خوش گوار اور پرسکون نیند میں مدد دینے والے کیمیکل میلاٹونن کو خارج کرنے میں مدد دیتا ہے۔ اگر جسم کو مطلوبہ مقدار میں یہ منرل حاصل نہ ہو تو میلاٹونن کا اخراج نہیں ہو پاتا جس کے نتیجے میں پرسکون نیند نہیں ملتی۔

دل کی دھڑکن تیز ہونا

اگر دل کی دھڑکن معمول سے تیز رہنے لگے اور آپ کو ایسا کئی دن تک محسوس ہو تو یہ بھی کیلشیم کی کمی کی علامت ہو سکتی ہے۔ اس مسئلے کے حل کے لیے فوری ڈاکٹر سے رجوع کر کے مکمل معائنہ کروانا چاہیے۔

یادداشت کا کمزور ہونا

کیلشیم کی کمی کی ایک علامت چیزیں بھول جانا بھی ہے۔ اس کی وجہ عام طور پر ہر وقت طاری تھکاوٹ ہوتی ہے جو باتوں کو ذہن میں نقش نہیں ہونے دیتی۔

ناخن اور جلد

کیلشیم کی کمی ناخن کی ساخت کو بدل دیتی ہیں اور اس کی کمی کی وجہ سے ناخن خشک اور کھردرے ہو جاتے ہیں اور ٹوٹنے بھی لگتے ہیں۔ کیلشیم کی کمی کی علامات جلد پر بھی ظاہر ہوتی ہیں اور جلد کی بہت ساری بیماریاں کیلشیم کی کمی کی وجہ سے ہوتی ہیں۔

آپ دا والے بے بنیاد وعدے کر رہے ہیں/مودی

نئی دہلی// وزیراعظم نریندر مودی نے آج دہلی میں حکمران عام آدمی پارٹی (آپ) پر لوک پال کی تشکیل جیسے وعدوں سے پیچھے ہٹنے کا الزام لگاتے ہوئے کہا کہ پارٹی کو شکست کا اتنا ڈر ہے کہ وہ نئی پالیسی بنا رہی ہے اور انہیں ہر روز اعلانات کرنے پڑتے ہیں۔ وزیراعظم نے کہا کہ آپ کی حکومت نے دہلی کے لوگوں کو آیوشمان جیسی مرکزی فلاحی اسکیموں سے محروم رکھنے کا گناہ کیا ہے۔ دہلی اسمبلی انتخابات کے لیے زوردار مہم کے درمیان مسٹر مودی آج دہلی میں بھارتیہ جنتا پارٹی (بی جے پی) کے بوتھ سطح کے کارکنوں سے نمو ایپ کے ذریعے بات چیت کر رہے تھے۔ انہوں نے کارکنوں پر زور دیا کہ وہ ہر بوتھ پر محنت کریں۔ انہوں نے کہا کہ دہلی کے لوگوں نے حکومت بدلنے کا ذہن بنا لیا ہے اور کارکنوں کی یہ کوشش ہونی چاہیے کہ اس بار پارٹی کو ہر بوتھ پر 50 فیصد ووٹ ملے۔ 'آپ' کو 'آپ دا' قرار دیتے ہوئے وزیراعظم نے کہا "دہلی کے لوگ اب 'آپ۔دا' کے جھوٹ اور فریب سے تنگ آ چکے ہیں۔ پہلے کانگریس اور پھر آپ کی آپ۔دا نے دہلی کے لوگوں کو بہت دھوکہ دیا ہے۔ یہ آپ۔دا والے اب ہر روز ایک نیا اعلان کر رہے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر روز انہیں (انتخابات میں) اپنی آنے والی شکست کی نئی خبریں مل رہی ہیں۔ وہ اتنے ڈرے ہوئے ہیں کہ انہیں ہر صبح ایک نیا اعلان کرنا پڑتا ہے۔ لیکن اب دہلی کے لوگ ان کے کھیل کو سمجھ چکے ہیں۔ مسٹر مودی نے کہا "ہم نے آپ کے لوگوں سے دہلی میں مفت صحت کی دیکھ بھال کے لئے آیوشمان بھارت اسکیم کو نافذ کرنے کی

درخواست کی لیکن وہ اسے نافذ نہیں کرنا چاہتے ہیں۔ میں دہلی کے لوگوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس اسکیم کے بہت سے فائدے ہیں، لیکن آپ۔دا کے لوگوں نے اس اسکیم کے نفاذ میں رکاوٹیں کھڑی کی ہیں۔" انہوں نے کہا کہ یہ آپ۔دا والے اپنے وعدوں اور الفاظ سے مکر گئے ہیں۔ یہ پارٹی جن لوک پال کے نام پر بنی تھی، لیکن آج تک جن لوک پال نہ دہلی میں ہے، نہ پنجاب میں اور نہ ہی اب اس کی بات کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ دہلی میں اس پارٹی کو اس کے لیے بہانے ملتے ہیں، لیکن پنجاب میں ان کی حکومت ہے اور وہ وہاں لوک پال بھی نہیں بنا

رہے ہیں۔ وزیراعظم نے کہا اس بار دلی کے نوجوانوں کے 100 فیصد ووٹ بی جے پی۔نیشنل ڈیموکریٹک الائنس (این ڈی اے) کو جانے والے ہیں۔ دہلی کے نوجوان چاہتے ہیں کہ یہاں روزگار کے مواقع بڑھیں، دہلی اسٹارٹ اپ حب بن جائے، ایسی حکومت ہو جو یہاں کے نوجوانوں کی امنگوں کے مطابق کام کرے۔ اس لیے دہلی کے نوجوانوں کی پہلی پسند بی جے پی ہے۔ دہلی کے نوجوان آپ۔دا کے لوگوں سے نفرت کرتے ہیں اور انہیں سزا دینے کے موڈ میں ہیں۔" مسٹر مودی نے بی جے پی کارکنوں سے کہا "مجھے یقین ہے کہ آپ اپنے متعلقہ بوتھوں پر جوش سے کام کر رہے ہیں، اس کی وجہ سے آپ زبردست جیت حاصل کرنے جا رہے ہیں۔ اس الیکشن میں صرف جیت کافی نہیں ہے۔ ہر بوتھ پر جیت ضروری ہے۔ پہلا یہ کہ ہم ووٹنگ کے تمام پرانے ریکارڈ توڑ دیں گے۔ ہمارے بوتھ پر اس سے زیادہ ووٹنگ ہونی چاہیے جو پچھلے 10 برسوں میں ہوئی ہے۔ دوسری بات یہ کہ یہ کوئی معمولی جیت نہیں ہے، ہر بوتھ پر بی جے پی کو 50 فیصد سے زیادہ ووٹ کیسے حاصل کرائے جائیں، اس کے لیے ہمیں بوتھ پر آنے والے تمام شہریوں کا دل جیتنا ہوگا اور ان کا آشیرواد لینا ہوگا۔ مسٹر مودی نے کہا 'میرا بوتھ سب سے مضبوط' صرف ایک پروگرام نہیں ہے۔ یہ بی جے پی کی طاقت، بی جے پی کی جڑوں کی مضبوطی اور وہ جڑیں جن سے ہم جڑے ہیں، جن کی جڑیں آپ تمام کارکنان نے 'میرا بوتھ سب سے مضبوط' کو اپنی زندگی کا منتر بنایا ہے۔"

افسروں کو شہریوں پر مرکوز نظریہ اپنانا چاہئے/صدر جمہوریہ

نئی دہلی// صدر جمہوریہ دروپدی مرمو نے افسروں کو مشورہ دیا ہے کہ وہ شہریوں پر مبنی نقطہ نظر اپنائیں اور فیصلے کرتے وقت سماج کے کمزور اور محروم طبقات کی ضروریات اور خواہشات کو ذہن میں رکھیں۔ انڈین ڈیفنس اکاؤنٹس سروس اور انڈین ٹیلی کمیونیکیشن سروس کے پروبیشنری افسران کے ایک گروپ نے آج یہاں راشٹرپتی بھون میں صدر جمہوریہ دروپدی مرمو سے ملاقات کی۔ پروبیشنرز سے خطاب کرتے ہوئے صدر نے کہا کہ وہ ہندوستان کی ترقی کے سفر میں ایک تبدیلی کے لمحے میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ابھرتی ہوئی ٹیکنالوجی، معلومات کا تیزی سے پھیلاؤ اور بدلتے ہوئے عالمی منظر نامے ایک پیچیدہ لیکن دلچسپ صورتحال پیدا کر رہے ہیں۔ انہوں نے افسروں سے کہا کہ ہندوستان کی جامع ترقی اور اسے عالمی سطح پر مزید مسابقتی بنانے میں ان کا کردار اہم ہوگا۔ صدر نے انہیں نصیحت کی کہ وہ اپنے فرائض کی انجام دہی کے دوران ہمیشہ شہریوں پر مبنی نقطہ نظر کو اپنائیں اور اسے فروغ دیں۔ انہیں فیصلے کرتے وقت معاشرے کے کمزور اور محروم طبقات کی ضروریات اور خواہشات کو مدنظر رکھنا چاہیے۔ ان کے خیالات، فیصلے اور عمل قوم کے مستقبل پر اثر انداز ہوں گے۔ انڈین ڈیفنس اکاؤنٹس سروس کے افسران سے خطاب کرتے ہوئے صدر جمہوریہ نے کہا کہ وہ مسلح افواج کے مالیاتی پہلوؤں کی نگرانی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس کی ذمہ داریوں میں بغیر کسی رکاوٹ کے مالیاتی انتظام کو یقینی بنانا، جوابدہی کے کلچر کو فروغ دینا اور شفافیت کے اعلیٰ ترین معیارات کو برقرار رکھنا شامل ہے۔ انہوں نے افسروں پر زور دیا کہ وہ اکاؤنٹنگ کے عمل کو ہموار کرنے کے

لیے جدید ٹیکنالوجیز اور جدید طریقوں سے استفادہ کریں۔ انہوں نے کہا کہ اپنا کام تندہی سے کرنے سے وہ نہ صرف ہماری مسلح افواج کے مالیاتی انتظام کو مضبوط بنائیں گے بلکہ ملک کی سلامتی اور خوشحالی میں بھی اہم کردار ادا کریں گے۔ انڈین ٹیلی کام سروس کے افسروں سے خطاب کرتے ہوئے صدر جمہوریہ نے کہا کہ گزشتہ دو دہائیوں کے دوران ہندوستان نے موبائل، ٹیلی فون اور تیز رفتار انٹرنیٹ سروس کی آمد کے ساتھ ٹیلی کمیونیکیشن کا تبدیلی کا ایک انقلاب دیکھا ہے۔ اس انقلاب نے ہندوستان کی وسیع ڈیجیٹل صلاحیت کو کھول دیا ہے۔ ٹیلی کام انفراسٹرکچر کے ذریعے ڈیجیٹل کنکٹیویٹی کو بڑھا کر آئی ٹی ایس افسران ملک کے شہریوں کو بااختیار بنانے اور ان کے مجموعی معیار زندگی کو بہتر بنانے کے لیے ٹیکنالوجی کا استعمال کرتے ہوئے ملک کی جامع ترقی میں مدد کر سکتے ہیں۔

بیٹی بچاؤ کے نام پر بیٹیوں کو دھوکہ دیا جا رہا ہے/کھڑگے

نئی دہلی// کانگریس کے صدر ملکارجن کھڑگے نے کہا ہے کہ وزیراعظم نریندر مودی کی قیادت والی حکومت کا 'بیٹی بچاؤ نعرہ' ملک کی بیٹیوں کے ساتھ دھوکہ ہے اور اس کے تحت ان کی حفاظت کے لیے مرکز سے مختص فنڈز کو روک دیا گیا ہے۔ مسٹر کھڑگے نے کہا کہ 'بیٹی بچاؤ نعرے' کے لیے مرکزی حکومت کی طرف سے مختص کی گئی رقم کا 80 فیصد اشتہارات پر خرچ کیا گیا اور جب پارلیمانی کمیٹی نے اسے پکڑا اور حقیقت کو ظاہر کرتے ہوئے اس پر سوالات اٹھائے تو انہوں نے فوری طور پر اس رقم کو دوسرے مد میں دکھا کر بیٹی بچاؤ پروگرام کی لیپا پوتی کرنے کی کوشش کی گئی۔ انہوں نے کہا بیٹی بچاؤ کے دس سال، مودی جی سے ہمارے تین سوال۔ بی جے پی نے 'بیٹی بچاؤ' کی بجائے 'مجرموں کو بچاؤ' کی پالیسی کیوں اپنائی؟ منی پور کی خواتین کو انصاف کب ملے گا؟ ہاتھرس کی دلت بیٹی ہو یا اناؤ کی بیٹی، یا ہماری چیمپئن خاتون پہلوان کے معاملوں میں بی جے پی نے ہمیشہ مجرموں کو تحفظ کیوں دیا؟ دوسرا، ملک میں ہر گھنٹے میں خواتین کے خلاف 43 جرائم کیوں ریکارڈ کیے جاتے ہیں؟ ہمارے ملک کے سب سے کمزور دلت قبائلی طبقے کی خواتین اور بچوں کے خلاف ہر روز 22 جرائم درج ہوتے ہیں۔ مودی جی نے لال قلعہ پر اپنی تقریروں میں کئی بار خواتین کی حفاظت پر بات کی ہے، لیکن ان کے قول اور فعل میں تضاد کیوں ہے؟ تیسری، کیا وجہ ہے

کہ 2019 تک بیٹی بچاؤ، بیٹی پڑھاؤ اسکیم کے لیے مختص کی گئی کل رقم کا تقریباً 80 فیصد صرف میڈیا ایڈورٹائزنگ میں خرچ کیا گیا ہے۔ مسٹر کھڑگے نے کہا "جب پارلیمانی اسٹینڈنگ کمیٹی نے اس حقیقت کو بے نقاب کیا، اس اسکیم میں استعمال ہونے والے فنڈز میں 2018-19 سے 2022-23 تک 63 فیصد کی زبردست کمی کی گئی اور بعد میں اسے مشن شکتی کے تحت سنبل کا نام دیا گیا۔ بیٹی بچاؤ، بیٹی پڑھاؤ اسکیم پر خرچ ہونے والے اعداد و شمار کو بیٹی بچاؤ، بیٹی پڑھاؤ نامی اسکیم کے ساتھ ملا کر دینا بند کر دیا۔ 2023-24 کے لیے سنبل کے مختص فنڈز اور استعمال شدہ فنڈز میں بھی 30 فیصد کمی کی گئی ہے۔" "ڈیٹا میں یہ ہیرا پھیری کیا چھپانے کے لیے کی گئی؟" مسٹر کھڑگے نے سوال کیا پچھلے 11 برسوں میں مودی حکومت نے خواتین اور بچوں کی بہبود کی وزارت پر خرچ ہونے والے بجٹ کو پورے بجٹ کے خرچ کے مقابلے نصف کیوں کر دیا

ہے؟ کیا ہر ٹرک کے پیچھے بیٹی بچاؤ چسپاں کرنے یا ہر دیوار پر یہ پینٹ لگانے سے خواتین کے خلاف جرائم، ان کے لیے روزگار کے مواقع، صحت کی اچھی سہولیات یا ظلم کے بعد خواتین کو انصاف ملے گا؟ بی جے پی کا 'بہت ہوا ناری پر وار' کا کھوکھلا اشتہار 10 سال بعد اس کی صریح منافقت کو ظاہر کرتا ہے۔

نیشنل ہیلتھ مشن میں پانچ سال کی توسیع

نئی دہلی// مرکزی حکومت نے ملک میں صحت کی سہولیات کا دائرہ بڑھانے کے لیے قومی صحت مشن میں پانچ سال تک کی توسیع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ آج یہاں وزیراعظم نریندر مودی کی صدارت میں منعقدہ مرکزی کابینہ کی میٹنگ میں اس سلسلے میں ایک تجویز کو منظوری دی گئی۔ میٹنگ کے بعد مرکزی وزیر برائے صنعت و تجارت وزیر پیوش گوئل نے ایک پریس کانفرنس میں بتایا کہ قومی صحت مشن نے ملک میں صحت خدمات کے دائرہ کار کو بڑھانے اور صحت کی سہولیات کے بنیادی ڈھانچے کو مضبوط بنانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ یہ مشن سال 2021 میں شروع کیا گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ اس مشن سے صحت عامہ کی خدمات فراہم کرنے میں مدد ملی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ مشن کے لیے مختص رقم کا آئندہ بجٹ میں اعلان کیا جائے گا۔ مسٹر گوئل نے کہا کہ قومی صحت مشن نے مالی سال 2021-24 کے درمیان 12 لاکھ سے زیادہ اضافی صحت کارکنوں کو شامل کیا ہے۔ اس مشن میں ملک بھر میں 220 کروڑ کوویڈ 19 ویکسین کی خوراکیں دی گئیں۔ انہوں نے کہا کہ 1990 کے بعد سے ایم ایم آر میں 83 فیصد کمی آئی ہے جو کہ عالمی سطح پر 45 فیصد کمی سے زیادہ ہے۔ ہندوستان نے 1990 کے بعد سے عالمی سطح پر 60 فیصد کمی کے مقابلے میں پانچ سال سے کم عمر کی اموات میں 75 فیصد زیادہ کمی دکھائی ہے۔ ٹی بی کے واقعات 2015 میں 237 فی لاکھ آبادی سے کم ہو کر 2023 میں 195 رہ گئے ہیں۔ اسی عرصے کے دوران ٹی بی سے اموات کی شرح 28 سے کم ہو کر 22 رہ گئی۔ انہوں نے کہا کہ مالی سال 2023-24 تک آیوشمان آروگیہ مندر مراکز کی تعداد 1.72 لاکھ تک پہنچ گئی ہے۔

یوپی حکومت نے دی نئی ایرو اسپیس پالیسی کو منظوری

مہاکمبھ نگر// اتر پردیش حکومت نے بدھ کو ایرو اسپیس اور ڈیفنس سیکٹر کے لیے نئی پالیسی کو منظوری دے دی ہے۔ اس کے تحت 50 ہزار کروڑ کی سرمایہ کاری کو مائل کرنے کا ہدف ہے۔ اس پالیسی کو نافذ ہونے کے بعد ریاست کے ایک لاکھ نوجوانوں کو سیدھے روزگار ملنے کا امکان ہے۔ وزیراعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ کی قیادت میں دس اہم تجاویز کو منظوری دی گئی جس میں بیرونی کمپنیوں کو انڈسٹری لگانے کے لئے ایف ڈی آئی پالیسی کی منظوری بھی شامل ہے۔ اس کے تحت یوگی حکومت زمین پر 80 فیصد تک سبسڈی دے گی۔ اس کے علاوہ یوگی حکومت نے یوپی انڈسٹریل انویسٹمنٹ اور ایمپلائمنٹ پروموشن پالیسی میں بڑے اصلاحات کی طرف بھی قدم اٹھایا ہے۔ مہاکمبھ نگر کے تریوینی کمپلیکس میں وزیراعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ کی صدارت میں ایک میٹنگ کا اہتمام کیا گیا۔ اس دوران اتر پردیش ایرو اسپیس اینڈ ڈیفنس یونٹ اور ایمپلائمنٹ پروموشن پالیسی 2024 کو منظوری دی گئی۔ اس سے قومی سلامتی اور اقتصادی خوشحالی کو یقینی بنانے کے لیے مقامی صلاحیتوں، اختراعات اور عالمی تعاون میں تیزی آئے گی۔ اس پالیسی کا مقصد یوپی میں ایرو اسپیس اور ڈیفنس (A&D) سیکٹر کو مضبوط کرنا ہے۔ اس کے تحت، مقصد اتر پردیش ڈیفنس انڈسٹریل کوریڈور (یو پی ڈی آئی سی) میں ایک مضبوط، عالمی معیار کی، اعلیٰ ٹیکنالوجی اور موثر اے اینڈ ڈی مینوفیکچرنگ ماحول پیدا کرنا ہے۔ اس کے علاوہ A&D کے شعبے میں جدید ترین مراکز تیار کرنے کے لیے اسٹارٹ اپس اور سرمایہ کاری کو بھی راغب کیا جائے گا۔ یہی نہیں یوگی حکومت نے یوپی ڈیفنس انڈسٹریل کوریڈور میں اسٹارٹ اپس اور ایم ایس ایم ای کی مہارت اور صلاحیت کے فروغ کے لیے اے اینڈ ڈی پر مبنی مشترکہ سہولت سنٹر بنانے کے لیے بھی قدم آگے بڑھایا ہے۔

امبر کنکٹیکٹ کوئمبٹور میں اختراعی مرکز کھولے گا

چنئی// عالمی وہیکل ٹریکنگ اور ٹیلی میٹکس سولیوشنز فراہم کرنے والی کمپنی امبر کنکٹیکٹ نے ہندوستان کے ٹائر-2 شہر کوئمبٹور میں 4,000 سیٹوں پر مشتمل جدید ترین اختراعی مرکز کھولنے کا منصوبہ بنایا ہے۔ کمپنی نے بدھ کو ایک بیان میں کہا کہ یہ مرکز جدید گاڑیوں کے ٹیلی میٹکس سافٹ ویئر تیار کرے گا، جسے عالمی منڈیوں میں برآمد کیا جائے گا۔ کمپنی کا اگلے دو برسوں میں 100 کروڑ روپے کی سرمایہ کاری کرنے کا منصوبہ ہے۔ اس سے ملازمت کے ایک ہزار نئے مواقع پیدا ہوں گے۔ یہ سنٹر سال 2025 کے آخر تک شروع کیا جائے گا۔ ہندوستان کو ایک اسٹریٹجک مارکیٹ کے طور پر دیکھتے ہوئے امبر کنکٹیکٹ ملک کی 28 ریاستوں میں اپنے کام کو بڑھا رہا ہے۔

ہمیں وکست بھارت کیلئے متحد ہونا ہوگا/وزیراعظم

بھوبنیشور// نیتاجی سبھاش چندر بوس کی یوم پیدائش پر 'آزاد ہند فوج' سے موازنہ کرتے ہوئے، وزیراعظم نریندر مودی نے جمعرات کو ہم وطنوں سے 'وکست بھارت' کے لیے متحد ہونے کی اپیل کی۔ وزیراعظم ایک ویڈیو کانفرنس کے ذریعے اڈیشہ کے کٹک کے باراتی قلعے میں پراکرم دیوس کی تقریب سے خطاب کر رہے تھے۔ پی ایم مودی نے اوڈیا میں اپنا خطاب شروع کیا، تین روزہ جشن کے انعقاد کے لیے عوام اور حکومت اوڈیشہ کو مبارکباد دی۔ انہوں نے کہا کہ آج نیتاجی سبھاش چندر بوس کے یوم پیدائش کے پرمسرت موقع پر، پورا ملک انہیں عقیدت کے ساتھ یاد کر رہا ہے۔ میں نیتاجی سبھاش بابو کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں۔ اس سال پراکرم دیوس کا عظیم الشان جشن منایا جا رہا ہے۔ نیتاجی کی جائے پیدائش میں اڈیشہ کے لوگوں اور حکومت اوڈیشہ کو اس کے لیے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جشن کے مختلف واقعات پر روشنی ڈالتے ہوئے انہوں نے کہا، نیتاجی کی زندگی سے متعلق ایک بہت بڑی نمائش کٹک میں لگائی گئی ہے۔ اس نمائش میں نیتاجی کی زندگی سے متعلق بہت سے ورثے کو محفوظ کیا گیا ہے۔ کئی مصوروں نے کینوس پر نیتاجی کی زندگی کے مناظر کی تصویر کشی کی ہے اور نیتاجی سے متعلق کئی کتابیں جمع کی گئی ہیں۔ وزیراعظم نے نیتاجی سبھاش چندر بوس کی زندگی اور ہندوستان کی آزادی کی جدوجہد میں ان کے تعاون کے بارے میں بھی بات کی۔ پی ایم مودی نے کہا کہ نیتاجی سول سروسز کا امتحان پاس کرنے کے بعد آسان زندگی گزار سکتے تھے، لیکن انہوں نے ملک کی آزادی کے لیے مشکلات اور چیلنجوں کا انتخاب کیا۔ ہم نیتاجی کی زندگی سے مسلسل تحریک لیتے ہیں۔ ان کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد آزاد ہند تھا۔ نیتاجی ایک اچھے گھرانے میں پیدا ہوئے، انہوں نے سول سروسز کا امتحان پاس کیا، اور اگر وہ چاہتے تو انگریزوں کے ماتحت اعلیٰ عہدے پر فائز ہو سکتے تھے۔ حکومت اور ایک آسان زندگی گزاری لیکن انہوں نے ملک کی آزادی کے لیے مشکلات اور چیلنجز کا انتخاب کیا۔

یوم جمہوریہ کی پریڈ میں پہلی بار تینوں افواج کی ایک جھانکی

نئی دہلی// اس بار یوم جمہوریہ کی پریڈ کے دوران پہلی بار تینوں افواج کی جھانکیاں کرتویہ پتھ پر نظر آئیں گی، جو اتحاد اور یکجہتی کے جذبے کو ظاہر کرتی ہیں۔ وزارت دفاع نے بدھ کو یہاں کہا کہ 'مضبوط اور محفوظ ہندوستان' کے تھیم کے ساتھ مسلح افواج کی جھانکی میں ہم آہنگی اور انضمام کے لئے نظریاتی نقطہ نظر کو ظاہر کرے گا، اس طرح قومی سلامتی اور آپریشنل عمدگی کو یقینی بنائے گا۔ اس جھانکی میں تینوں فوجوں کے درمیان نیٹ ورکنگ اور مواصلات کی سہولت فراہم کرنے والے مشترکہ آپریشنز کے کمرے کو دکھایا جائے گا۔ یہ ایک میدان جنگ کا منظر پیش کرے گا جس میں زمین، پانی اور ہوا پر مقامی جنگی ٹینک ارجن، تیجس مارک ٹو جنگی طیارے، جدید ہلکے ہیلی کاپٹر، ڈسٹرائر فریگیٹ وشاکھاپٹنم اور دور دراز سے چلنے والے ہوائی جہاز کے ساتھ مربوط کارروائیوں کی نمائش کی جائے گی۔ یہ ملٹی ڈومین آپریشنز میں تینوں فوجوں کے درمیان ہم آہنگی کی عکاسی کرتا ہے۔ یہ پلیٹ فارم دفاعی شعبے میں خود انحصاری کے حصول کے وژن کی مثال دیتے ہیں۔ اس سال کو وزارت دفاع میں 'اصلاحات کا سال' قرار دیا گیا ہے۔ جوائنٹنس اور انضمام عسکری امور کے محکمے کا مرکز ہے۔ یہ عصری اور مستقبل کے تنازعات میں مسلح افواج کی جنگی صلاحیت کو زیادہ سے زیادہ بنانے کے لیے اہم تعمیراتی بلاکس کے طور پر پہچانے جاتے ہیں۔ تینوں افواج کے درمیان ہم آہنگی پر مبنی مشترکہ اور انضمام کی طرف یہ ارتقا مشترکہ ذمہ داری کے کلچر کو فروغ دے کر اور قومی مفادات کے تحفظ میں مربوط کارروائی کے ذریعے ملک کی فوجی صلاحیتوں میں نمایاں اضافہ کرے گا۔

جوٹ کی کم از کم امدادی قیمت 5650 روپے فی کوئنٹل/کابینہ

نئی دہلی// حکومت نے سال 2025-26 کے لیے جوٹ کی کم از کم امدادی قیمت میں 315 روپے کا اضافہ کر کے 5650 روپے فی کوئنٹل کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ وزیراعظم نریندر مودی کی صدارت میں بدھ کو یہاں منعقدہ مرکزی کابینہ کی میٹنگ میں اس سلسلے میں تجویز کو منظوری دی گئی۔ مرکزی وزیر تجارت پیوش گوئل نے کابینہ کی میٹنگ کے بعد ایک پریس کانفرنس میں بتایا کہ جوٹ کی کم از کم امدادی قیمت میں اضافہ سے پیداوار پر 66.8 فیصد منافع کو یقینی بنایا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ سال 2014-15 میں جوٹ کی کم از کم امدادی قیمت 2400 روپے فی کوئنٹل تھی جو کہ اب 5650 روپے تک پہنچ گئی ہے جو کہ 2.35 گنا اضافہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس فیصلے سے خاص طور پر مغربی بنگال، آسام اور بہار جیسی ریاستوں کو فائدہ ہوگا۔ سرکاری ریلیز کے مطابق 2014-15 سے 2024-25 کی مدت کے دوران جوٹ پیدا کرنے والے کسانوں کو دی گئی ایم ایس پی کی رقم 1300 کروڑ روپے ہے جبکہ 2004-05 سے 2013-14 کی مدت کے دوران دی گئی رقم 441 کروڑ روپے تھی۔ ملک میں 40 لاکھ کسان خاندانوں کا ذریعہ معاش براہ راست یا بالواسطہ طور پر جوٹ کی صنعت پر منحصر ہے۔ تقریباً 4 لاکھ مزدوروں کو جوٹ ملوں اور جوٹ ٹریڈنگ میں براہ راست روزگار ملتا ہے۔ گزشتہ سال 1 لاکھ 70 ہزار کسانوں سے جوٹ خریدا گیا تھا۔ ملک میں 82 فیصد جوٹ کاشتکار مغربی بنگال سے ہیں، جب کہ باقی آسام اور بہار سے ہیں اور جوٹ کی پیداوار میں ان کا 9-9 فیصد حصہ ہے۔ جوٹ کارپوریشن آف انڈیا پرائس سپورٹ آپریشنز کرنے کے لیے مرکزی حکومت کی نوڈل ایجنسی کے طور پر کام کرتی ہے اور اس طرح کے آپریشنز میں ہونے والے نقصانات کی مکمل تلافی مرکزی حکومت کے ذریعے کی جائے گی۔

آر جی کار کیس: سپریم کورٹ میں 29 جنوری کو سماعت ہوگی

کلکتہ// سپریم کورٹ نے بدھ کو آر جی ٹیکس کیس کی سماعت نہیں کی۔ کار کیس کی سماعت آج دوپہر 2 بجے ہونے والی ہے۔ سیالدہ کی عدالت نے آر جی کار کیس کے اہم ملزم سنجے رائے کو مجرم قرار دیتے ہوئے عمر قید کی سزا سنائی ہے۔ اس حکم کو چیلنج کرتے ہوئے، ریاستی حکومت نے کلکتہ ہائی کورٹ میں ایک مقدمہ بھی دائر کیا ہے جس میں مجرم کو پھانسی دینے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ ریاست کی عرضی کو جانچ ایجنسی سی بی آئی نے چیلنج کیا ہے۔ سنجے کو سزا سنائے جانے کے بعد یہ پہلا موقع ہے جب سپریم کورٹ میں آر جی کار کیس کی سماعت ہوئی۔ چیف جسٹس سنجیو کھنہ، جسٹس سنجے کمار اور جسٹس کے وی وشواناتھن کی بنچ 29 جنوری کو کیس کی سماعت کرے گی۔ نچلی عدالت نے گزشتہ ہفتہ کو آر جی کار کیس میں واحد مجرم سنجے کو قصوروار پایا۔ اس کے بعد پیر کو اس کی سزا کا اعلان کیا گیا۔ اس حکم کو چیلنج کرتے ہوئے ریاستی حکومت نے بدھ کو کلکتہ ہائی کورٹ میں مقدمہ دائر کیا۔ ان کے مطابق سنجے زیادہ سے زیادہ سزا یا موت کی سزا کا مستحق ہے۔ سی بی آئی نے ہائی کورٹ میں ریاست کی اس درخواست کے قابل قبول ہونے پر سوال اٹھایا ہے۔ کیس کی سماعت آئندہ پیر کو جسٹس دیباشو باساک اور جسٹس محمد شبر راشدی کی ڈویژن بنچ میں ہوگی۔ خاتون کی لاش 9 اگست کو آر جی کار اسپتال سے برآمد ہوئی تھی۔ سنجے پر خاتون ڈاکٹر کو قتل اور عصمت دری کا الزام تھا۔ واقعہ کی جانچ سی بی آئی کے سپرد کیا گیا تھا۔ سی بی آئی نے چارج شیٹ میں سنجے کو واحد ملزم نامزد کیا ہے۔ اس کی بنیاد پر سیالدہ کی عدالت میں دو ماہ سے مقدمہ چل رہا ہے۔ سی بی آئی نے وہاں ملزمین کو زیادہ سے زیادہ سزا دینے کا مطالبہ کیا تھا۔ لیکن جج نے کہا کہ وہ اس واقعے کو نایاب نہیں سمجھتے۔ اس لیے مجرموں کو سزائے موت نہیں دی جاتی۔ لیکن سنجے کا جرم ثابت ہے۔ اسے عمر قید کی سزا دی جائے۔ آر جی کار کے حوالے سے دو کیسز تھے۔ ایک، عصمت دری اور قتل کا معاملہ اور دوسرا آر جی کار ہسپتال میں مالی بدعنوانی کا معاملہ۔ عدالت عظمیٰ نے کہا کہ دونوں مقدمات کی سماعت اپنے طور پر کی جائے گی۔ آر جی کار کے حوالے سے پہلے ہی متعدد سماعتیں ہو چکی ہیں۔ تاہم، سنجے کی سزا کا اعلان کرنے کے بعد سپریم کورٹ نے ابھی اس کیس کی سماعت کرنا ہے۔ آر جی کار کیس بدھ کو سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کی بنچ لسٹ میں ہے۔

اسمگلروں کے خلاف کارروائی آئین وقانون کے مطابق ہونی چاہیے/ممتا بنرجی

کلکتہ// وزیراعلیٰ ممتا بنرجی نے ریاست کے جنگلات میں اسمگلنگ کرنے والوں کو سخت وارننگ دیتے ہوئے کہا کہ اسمگلروں کو گولی مارنے کی ہدایت پر ناراضگی ظاہر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اسمگلروں کے خلاف کارروائی آئین وقانون کے مطابق ہونی چاہیے۔ علی پور دوار میں جہاں وزیراعلیٰ ٹھہری ہوئی ہیں کے گیسٹ ہاؤس میں ایک پوسٹر کو دیکھنے کے بعد وزیراعلیٰ ممتا بنرجی سخت برہم ہو گئیں اور انہوں نے اس کی تصویر اپنے موبائل فون پر کھینچ لیا۔ بعد میں انہوں نے ضلع انتظامیہ کو تصویر دکھاتے ہوئے اس طرح کے پوسٹر کو فوری طور پر ہٹانے کی ہدایت دی۔ انتظامیہ کی میٹنگ میں محکمہ جنگلات کی سرگرمیوں پر تبصرہ کرتے ہوئے ممتا بنرجی نے کہا کہ میں نے یہ تصویر گیسٹ ہاؤس میں کھینچی ہے۔ موبائل پر تصویر دکھاتے ہوئے وزیراعلیٰ نے کہا کہ یہ کیسا پوسٹر ہے، جس میں لکھا ہوا ہے کہ اسمگلر پکڑے گئے تو گولی مار دی جائے گی۔ قانون کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔ میں علی پور دوار کے ڈی ایف او والوں سے کہتی ہوں کہ اگر کوئی اسمگلنگ میں ملوث پایا جائے اس کے خلاف کارروائی کی جائے۔ بعد میں محکمہ جنگلات نے بتایا گیا کہ انہوں نے ایسی ہدایات نہیں دی تھیں۔ ایسے پوسٹر فضائیہ نے لگائے ہیں۔ جس کے پیش نظر وزیراعلیٰ نے کہا کہ اس معاملے میں ضلع مجسٹریٹ سے بات کی جانی چاہیے تھی۔ سرکاری اراضی پر ایسے ہدایاتی پوسٹر لگانا درست نہیں۔ بات یہیں ختم نہیں ہوئی۔ علی پور دوار کے ممبر اسمبلی سمن کانجی لال نے شکایت کی کہ راجا بھاتکھاوا آنے والے سیاحوں سے بھاری فیس لی جاتی ہے۔ سیاح اگر گاڑی لے کر آتے ہیں تو وہ مجموعی طور پر ڈھائی ہزار روپے خرچ کرتے ہیں۔ ممبر اسمبلی کو خوف ہے کہ وہ راجا بھاتکھاوا سے منہ موڑ سکتے ہیں۔ جس کے پیش نظر وزیراعلیٰ کا سوال محکمہ جنگلات خود کو کیا سمجھتا ہے۔ خدا جانے! وہ اپنی طرح کی منصوبہ بندی کرتے ہیں۔ اپنے جیسا کام کرتے ہیں۔ یہ بات عام لوگ نہیں سمجھیں گے۔ وہ ہم پر الزام لگائیں گے۔ یہ زمینداری نہیں کیا ہے؟ کیا جنگل (محکمہ جنگلات) حکومت سے باہر ہے؟ کابینہ کا اجلاس بلا کر فیصلہ کیا جائے گا۔ انہوں نے بکسا میں ہوم اسٹے، ریزورٹس، ہوٹلوں سے پیدا ہونے والی پیچیدگیوں کے بارے میں ممتا نے کہا کہ گھر میں کون ہوم اسٹے کرے گا اس کا فیصلہ ہے۔ نیشنل گرین ٹریبونل کو یہاں کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے یہ بھی سوال کیا کہ مقامی انتظامیہ پہاڑی اور جنگلاتی علاقوں میں بڑے مکانات بنانے کی اجازت کیسے دے رہی ہے۔ علی پور دوار سے کٹ منی معاملے کو لے کر وزیراعلیٰ نے ایک بار کہا کہ 28 لاکھ میں سے، 12 لاکھ افراد کے اکاؤنٹ میں روپے بھیجے گئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جو بھی سرکاری پروجیکٹ کے پیسے مانگے گا اس کے خلاف ایف آئی آر درج کی جائے گی۔ کارروائی ہوگی۔ وزیراعلیٰ نے دعویٰ کیا کہ انتظامیہ کے کئی کام بے ترتیب طریقے سے ہو رہے ہیں۔

انسانی ترقی ہی ملکی ترقی کی کنجی ہے

تحریر: یاسر چغتائی

قدیم زمانوں میں کسی سلطنت کے خطرات و ترجیحات جنگوں سے لے کر فتوحات تک محدود ہوا کرتے تھے، جہاں آباد انسانوں کو فقط جنگی ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا، پھر وقت گزرتا گیا اور دنیا میں روایتی جنگوں سے ہٹ کر نئے خطرات اور چیلنجز نے جنم لیا۔

عالمی جنگوں کی تباہ کاریوں کے بعد دنیا نے جب اپنی ترجیحات کو تبدیل کرتے ہوئے ترقی کا نیا سفر شروع کیا تو ملکوں کی معاشی و سماجی ترقی کو انسانی ترقی ہیومن ڈویلپمنٹ کیساتھ منسوب کیا گیا۔

معاشی وسماجی ترقی انسانی ترقی سے مشروط ہے جس کیلئے سنجیدہ کوششیں کرنا ہونگیہمارے ہاں انسانی سرمائے کا مثبت استعمال نہ ہونے کے برابر ہے اس حوالے سے پاکستان 159 ویں نمبر پر ہے اور انسانوں پر سرمایہ کاری کرنے کی سنجیدہ کوشش شروع ہوئیں، کینیڈین معیشت دان پروفیسر کین گیلبر تھ کے مطابق کسی ملک کی معیشت میں بہتری انسانی ترقی اور انسانوں پر خرچ کرنے میں ہی پنہاں ہے اور بہتر انسانوں سے ہم بہتر معیشت حاصل کر سکتے ہیں۔ اسی طرح معروف امریکی معیشت دان فیرڈک نے بھی کہا جو ملک اپنے عوام میں صلاحتیں پیدا کر کے انھیں معاشی ترقی کیلئے استعمال میں نہیں لاتا، وہ ملک کسی اور شعبہ میں ترقی نہیں کرسکتا۔ ان تمام تجاویز اور تلقین کا ثبوت یہ ہے کہ حالیہ دہائیوں میں جن ممالک نے اپنے انسانوں پر زیادہ خرچ کرتے ہوئے انہیں باصلاحیت بنا کر استعمال کیا، انھوں نے ترقی حاصل کی اور جو ممالک اپنے عوام کو کارآمد نہ بنا سکے، گویا وہاں ناکارہ انسانوں کا جم غفیر ملکی وسائل پر بوجھ بن گیا ہے۔

ہم اکثر سوچتے ہونگے کہ پاکستان ترقی پذ ملک کیوں کہلاتا ہے؟ تو ہمارے ترقی پذیر کہلانے کی بنیادی وجہ انسانی ترقی کا نہ ہونا ہے، درحقیقت ترقی پذیر اور ترقی یافتہ ممالک میں بنیادی فرق انسانی سرمائے کی ترقی اور اسکے بہتر استعمال کا ہی ہوتا ہے۔ مگر ہمارا یہ عالم ہے کہ آج Human Develpment Index میں پاکستان 188 ممالک کی فہرست میں 159 نمبر پر ہے، انسانی سرمائے کا مثبت استعمال نہ ہونے کے برابر ہے، اسی باعث ملک معاشی مشکلات کا شکار ہے، صنعتیں اور شعبہ جات تباہی کے دہانے پر کھڑے ہیں، قومی ترقی کا پہیہ جام ہے اور غربت میں ہر گزرتے دن کے ساتھ اضافہ ہو رہا ہے، ہمارے لوگ غیر یقینی کا شکار ہیں۔ دراصل وہ اہم تقاضے جو انسانی ترقی لانے کیلئے ضروری سمجھے جاتے ہیں، ہم انھیں پورا نہ کر سکے۔

آج ایسی ٹھوس وجوہات کو جاننا بیحد ضروری ہے جو پاکستان میں انسانی ترقی کی راہ میں بڑی رکاوٹیں بنی ہوئی ہیں، اور جن کے حل سے ہی پاکستان انسانی ترقی حاصل کرسکتا ہے، ان بنیادی عوامل میں: غیر معیاری تعلیم و تربیت، صحت و خوراک کا ناقص نظام، روزگار کے کم مواقع، بڑھتی آبادی اور عدم بہبود شمار ہوتے ہیں۔

جدید اور معیاری "تعلیم وتربیت" کی کمی

تعلیم و تربیت وہ سب سے بنیادی سرمایہ کاری ہے جو انسانوں میں ترقی لانے کیلئے ضروری سمجھی جاتی ہے، یہ ایسا خزانہ ہے جو انسان کے مستقبل کو اسکے حال سے بہتر بنا سکتا ہے، اور ملک و قوم کو تقدیر سنوار سکتا ہے، کامن ویلتھ گلوبل یوتھ ڈویلپمنٹ کی رپورٹ ظاہر کرتی ہے کہ جن ممالک نے اپنے نوجوانوں کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ دی وہی ممالک ترقی یافتہ قرار پائے۔ مگر تعلیم صرف برائے نام تعلیم نہیں ہونی چاہیے بلکہ معیاری بھی ہونی چاہیے۔ تعلیم ایسی ہو جس میں جدت کے تمام تقاضے پورے ہو رہے ہوں، اور ایسا مثالی تعلیمی نظام انقلابی تبدیلیوں اور تعلیم کو تحقیق کے ساتھ مربوط کر کے ہی لانا ممکن ہے۔ مگر بدقسمتی سے پاکستان میں پہلے تو تعلیم کی سہولت ہر بچے کو میسر ہی نہیں، جبکہ یہاں تعلیم پر جو تھوڑی بہت سرمایہ کاری ہوئی وہ بھی انتہائی غلط ہوئی ہے۔ ہمارے ہاں ہمیشہ تعلیم کی رسائی پر زیادہ توجہ دی گئی جبکہ معیار کی فکر ہی نہ کی گئی، جسکا نتیجہ یہ نکلا کہ ہمارے انسانوں نے نہ گھروں سے کچھ سیکھا اور نہ تعلیمی اداروں سے۔ آج بھی ہمارے تعلیمی اداروں سے پڑھنے والے بیشتر گریجویٹس قابلیت اور صلاحیت سے محروم نظر آتے ہیں۔ لمحہ فکریہ ہے کہ ہمارے نوجوان ان ڈگریوں کے ساتھ عالمی سطح پر کوئی مقابلہ نہیں کر سکتے، بلکہ احساس محرومی کا شکار رہتے ہیں، نوجوان کسی بھی ملک کا قیمتی سرمایہ ہوتے ہیں اور جب وہ ہی ناکارہ ہونے لگیں تو ملک کیسے ترقی کرے گا؟ بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ پہلے لیول میں ہمارا تعلیمی نظام دو بڑے حصوں میں بنا ہوا ہے، یعنی کہ دینی مدارس اور دوسرا دنیاوی تعلیم کی درس گاہیں، اس سے اگلے لیول میں پھر تقسیم ہے جہاں امیر کیلئے تعلیم الگ اور غریب کیلئے الگ ہے۔ چنانچہ نصاب میں انقلاب تو دور ہم ملک میں یکساں نظام تعلیم تک نہیں لا سکے، جو کہ تعلیم کو ٹھوس اور معیاری بنانے کیلئے بے حد ضروری ہے۔

جب تک ہماری تعلیم کا نظام و نصاب معیاری نہیں ہوگا ہم اپنے انسانوں کو کوئی علم نہیں دے سکیں گے، ہم ایک اور غلطی یہ ہے کہ ہم تعلیم کے ساتھ تربیت کو بھول بیٹھے ہیں، ہم چاہیں تو انسانوں کے سرمائے کو تربیت یافتہ بنا کر انھیں استعمال میں لا سکتے ہیں، اور اپنی بہت سی محرومیوں کو پورا کر سکتے ہیں۔ سکاٹش اکانومسٹ اور فلاسفر ایڈم سمتھ کے بقول کسی بھی ملک کی خوشحالی کا انحصار وہاں موجود لیبر کی صلاحیت اور مہارت پر ہوتا ہے۔ دنیا کے ترقی یافتہ ممالک بالخصوص چین نے اپنے اس سرمایے کا بروقت اور برمحل استعمال کیا اور کامیاب ٹھہرے۔ آج دیکھا جائے تو تعمیراتی شعبہ میں چین کی لیبر، آئی ٹی کے شعبہ میں بھارت کی لیبر دنیا کی مجبوری بن چکے ہیں۔ مگر ہماری لیبر جدید تربیت، سہولیات اور رواج سے ہم آہنگ ہی نہیں۔ اور ملک کیلئے سرمایہ اکٹھا کرنے سے قاصر ہیں۔ جنہیں آئی ٹی بیسڈ اسکلز اور دیگر تربیت دینے کی اشد ضرورت ہے، جس کے لیے ہمارے اداروں کو خاص توجہ دینی چاہیے۔

صحت وخوراک کا ناقص نظام

کہتے ہیں جان ہے تو جہاں ہے، مگر جب ہمارے انسانوں میں جان ہی نہ ہوگی تو جہاں کیسے بہتر بنائیں گے؟ پاکستان میں انسانوں کی صحت پر سرمایہ کاری کبھی ترجیح نہیں رہی، اس کا ثبوت ہم اپنے سالانہ کھربوں کے قومی بجٹ سے حاصل کر سکتے ہیں جس میں صحت کیلئے تھوڑا سا حصہ مختص ہوتا ہے۔ آج ہمارے پاس 1300 افراد کیلئے صرف ایک ڈاکٹر موجود ہے، ہسپتالوں میں بنیادی سہولیات نایاب ہیں۔ سندھ کے ہسپتالوں میں بنیادی ویکسین، پنجاب میں بنیادی ادویات اور خیبر پختونخوا کے ہسپتالوں میں آکسیجن تک موجود نہیں۔ اسی طرح غذائی محرومی بھی ہر گزرتے دن بڑھ رہی ہے۔ ہمارے 60 سے 70 فیصد بچے محدود جسمانی اور دماغی گروتھ کا شکار ہیں کیونکہ انھیں صحت بخش خوراک میسر ہی نہیں، Global Hunger Index میں پاکستان کا 117 ممالک میں سے 94واں نمبر ہے۔ UNICEF کی رپورٹ کے مطابق صوبہ سندھ میں 5 سال سے کم عمر 50 فیصد سے زائد بچے غذائی قلت کا شکار ہیں۔

اسی طرح خوراک کا سب سے بڑا ذریعہ یعنی زراعت کا تیز رفتاری سے زوال پذیر ہونا بھی خطرے کی گھنٹیاں بجا رہا ہے، ہماری زرعی ترقی کی شرح 1 فیصد سے بھی کم ہے، ملک میں گندم کی پیداوار 40 سے 50 من فی ایکڑ ہے، جبکہ ماہرین کا ماننا ہے کہ آئندہ چند سالوں تک یہ پیداوار 2 گنا نہ بڑھائی گئی تو بدترین غذائی بحران سر اٹھا سکتا ہے، جبکہ گذشتہ 60 سالوں میں زیر کاشت آراضی میں صرف 40 فیصد اضافہ ہوا جبکہ آبادی میں پانچ گناہ اضافہ ہوا ہے۔ چنانچہ جب صحت پر ایسی سرمایہ کاری ہو رہی ہو اور خوراک جیسی بنیادی ضرورت کا کوئی پرسان حال نہ ہو وہاں انسان کیا اور کیسے ترقی کریں گے؟

روزگار کے محدود مواقع

اس وقت پاکستان کی 13 کروڑ سے زائد آبادی نوجوانوں پر مشتمل ہے جو ملکی آبادی کا 60 فیصد سے زائد بنتا ہے، تاریخ کی یہ بلند ترین سطح ہمارے لیے خوش قسمتی بھی ہے اور ایک بڑا چیلنج بھی، خوش قسمتی اس طرح کہ یہ نوجوان پاکستان کو آگے بڑھانے کیلئے کافی ہیں، اور اپنا کردار ادا کر سکتے ہیں، اور چیلنج اس طرح کہ فی الوقت پاکستان میں نوجوانوں کیلئے روزگار، انکی شخصیت سازی اور پروفیشنل صلاحیت کو بڑھانے کیلئے خاطر خواہ اقدامات نظر نہیں آتے۔ روزگار کے حوالے سے پاکستان کو 2040 تک 12 کروڑ نوکریاں پیدا کرنے کی ضرورت ہے جن کا حصول ناممکن لگتا ہے۔ پاکستان بیورو آف سٹیٹس کی رپورٹ کے مطابق ملک کے تقریباً 20 فیصد گریجوایٹ طلبا بیروزگار ہیں، جن میں سے طالبات کی بیروزگاری کی شرح 41 فیصد تک ہے جبکہ مرد طلبا کی شرح 7 فیصد تک بڑھ گئی ہے جو محض ایک دہائی پہلے 4 فیصد تھی۔ اسی طرح انٹرمیڈیٹ پاس طلبا میں بیروزگاری کی شرح 11 فیصد ہوگئی ہے جو ایک دہائی پہلے 6.5 فیصد تھی۔ اقوام متحدہ کی ایک رپورٹ کے مطابق 77 فیصد پاکستانی طلبا روزگار کی خاطر اعلیٰ تعلیم تک نہیں پہنچ پاتے، جبکہ ڈگری حاصل کرنے والے 36 فیصد پاکستانی نوجوان اپنے مستقبل سے ناامید ہیں۔ لہذا جب ہمارے نوجوان ایسی خستہ حالی سے گزر رہے ہوں تو ان کا ملک کیلئے سرمایہ بننا مشکل نظر آتا ہے۔

بڑھتی آبادی

پاکستان جیسے ترقی پذیر ملک میں انسانی ترقی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ آبادی کا بڑھتا ہوا دباؤ ہے۔ جو دیگر تمام رکاوٹوں کو جنم دے رہا ہے، کیونکہ بے لگام آبادی کسی بھی ملک کے وسائل پر بوجھ بن جاتی ہے، اور کمزور حکومتیں تمام انسانوں پر سرمایہ کاری کی سکت نہیں رکھتیں جو نہ ہی سب کو معیاری خوراک، تعلیم، ہسپتال، روزگار و دیگر سہولیات مہیا کرنے کی ضمانت نہیں دے سکتی ہیں۔ آج صورتحال یہ ہے کہ ہماری آبادی 23 کروڑ کے لگ بھگ ہے، ملک میں ہر 1 منٹ بعد ایک بچہ پیدا ہو رہا ہے، جبکہ فی جوڑا شرح پیدائش 3.6 ہے، جس حساب سے 2050 تک ہماری کل آبادی 45 کروڑ تک پہنچ جانے کا خدشہ ہے۔ اس کی مرکزی وجہ شہریوں میں بنیادی سماجی شعور اور آگاہی کی فقدان ہے۔ 60 کی دہائی میں صدر ایوب خان نے جامع وسائل کیساتھ ملک میں فیملی پلاننگ (FP پروگرام شروع کیا تھا۔ جس میں عوام کو کم بچے پیدا کرنے کی تلقین کی گئی، مگر یہ پروگرام قدامت پسند طبقات کا شکار ہو گیا اور تسلسل کیساتھ نہ چل سکا، اور ملک کا عام آدمی آگاہی سے محروم ہی رہا جو کہ اس مہم کا اصل ہدف تھا۔ اسکے بعد جیسے ملک میں آبادی کا سیلاب امڈ آیا، جبکہ انسانی ترقی لانے کیلئے آبادی کا کنٹرول کرنا بے حد ضروری ہے، اس کی بڑی مثال چین کی لی جا سکتی ہے، جو آبادی کے لحاظ سے دنیا کا سب سے بڑا ملک ہے،

جب اس نے اپنے انسانی وسائل کا بہتر استعمال کرنے اور ان کی کام کرنے کی صلاحیت بڑھانے کا فیصلہ کیا تو سب سے پہلے بڑھتی ہوئی آبادی کو کنٹرول کیا، 70 کی دہائی میں وہاں One Couple One Child پالیسی متعارف کروائی گئی، جس کو اپنانے والوں کو سہولیات، انعامات اور مراعات دی گئیں جبکہ نہ اپنانے والوں کو جرمانے کیے گئے، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ شرح پیدائش کم ہوگئی اور 1970 تا 1991 260 ملین بچوں کی کم پیدائش نوٹ کی گئی۔ جس سے دستیاب آبادی کو قدرتی وسائل کو استعمال کرنے کا بہتر موقع ملا۔ حکومت کی معاشی پالیسیز کی وجہ سے نوجوانوں کو روزگار ملے، انہیں جدید تقاضوں کے مطابق باصلاحیت بنایا گیا اور پھر انسانوں نے ملک کو معاشی طور پر مضبوط بنانے میں کلیدی کردار ادا کیا۔ وہیں سے چین نے اپنی ترقی کی راہ متعین کی۔ چنانچہ پاکستان میں بھی آبادی کو

عدم برداشت۔۔ سائنسی تحقیق کی راہ میں رکاوٹ

تحریر: مہر محمد طفیل لوہانچ

کبھی کبھی معمولی باتوں سے شروع ہونے والی دشمنیاں نسل در نسل تباہی کا باعث بن جاتی ہیں عدم برداشت کے خاتمے کیلئے مکالمے کی افادیت اور اہمیت اجاگر کرنے کی ضرورت ہے

بعض لوگوں کے نزدیک سر اٹھا کر جینے کا طریقہ یہی ہے کہ دوسرے کی عزت پیروں تلے روند دی جائے

نت نئی ایجادات کی مخالفت کرنے والے معاشرے پسماندہ رہ گئےلوگ آئزک نیوٹن پر ہنستے تھے کہ اگر زمین میں کشش ثقل تو پھر پرندے ہوا میں کیسے اڑتے ہیں؟، کوپرنیکس کی حمایت کرنے پر گلیلیو کو سزا ملی

ذہنی انقلاب ایک عظیم پیش رفت تھی جس نے انسان کو دیگر جانداروں سے اعلیٰ ہونے کا درجہ دیا۔ اور ذہنی انقلاب کے بعد معاشرے اور زبانیں سامنے آئیں۔ انسانوں نے ڈھانچے تیار کئے اور اتحاد بنائے۔ انسان سوچ سکتے ہیں جس نے انسان کو دیگر جانداروں پر برتری حاصل کرنے میں مدد دی۔ عظیم تہذیبیں انسانی فراست اور نئے تصورات کے جنم لینے کی صلاحیت کا نتیجہ تھیں۔ اگرچہ زمین پر انسانوں کی کامیاب بقاء کی ایک وجہ ترقی کے عمل اور نئے خیالات ابھارنے کی صلاحیت ہے لیکن بعض اوقات انسانوں نے نئے خیالات اور نئی سوچ کو سخت ہاتھوں سے نمٹنے کی کوشش کی ہے۔ انسان نے مخالف رائے کو ہمیشہ مسترد کیا۔ لیکن کچھ نظریات کی افادیت کو جاننے کے بعد انہیں قبول کیا۔

بعض معاشرے نئی ایجادات کی مخالفت کرتے ہیں۔ اسی لئے وہاں نئی سوچ پیش کرنے والوں نے ہر قسم کے حالات کا سامنا کیا۔ نئے خیالات جب عوام الناس کے منظور شدہ خیالات کے برعکس نکلے تو پھر انہیں زبردست مخالفت کا سامنا کرنا پڑا انہیں کو دھمکیاں بھی ملیں اور کچھ نے تو اپنی جان بھی گنوائی۔ گلیلیو گلیلی کو صرف اس لئے قید کیا گیا کیونکہ اس نے کوپرنیکس تھیوری کی حمایت کی تھی۔ کوپرنیکس نے کہا تھا کہ نظام شمسی کا مرکز سورج ہے اس نظریے کی حمایت کرنے پر گلیلیو کو نظر بند کیا گیا۔ گلیلیو کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ اس کے نزدیک یہ نظریہ ان کی قدیم سوچ کے منافی تھا۔ وہ یہ سمجھتے تھے کہ زمین نظام شمسی کا مرکز ہے۔ آج، یہ سائنسی طور پر ثابت شدہ حقیقت ہے کہ نظام شمسی کا مرکز سورج ہے اور گلیلیو کو ایک حقیقت کی حمایت کرنے کی سزا دی گئی۔ آئزک نیوٹن نے جب زمین کی کشش ثقل دریافت کی تو لوگوں نے سختی سے مخالفت کی۔ اس پر ہنستے، اور کہتے تھے کہ اگر زمین میں کشش ثقل ہیں جو ہر چیز کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے تو پھر پرندے ہوا میں کیسے اڑتے ہیں۔ وہ کیوں گرتے نہیں؟

یونانی فلسفی سقراط کو محض اس لئے موت کی سزا دی گئی کیونکہ وہ اپنے دور کے لوگوں سے مختلف سوچتا تھا۔ اس پہ الزام لگایا گیا کہ وہ نوجوانوں کے ذہنوں کو خراب کرتا ہے۔ سقراط کے خیالات عام انسانوں کی سمجھ کی سطح سے آگے تھے۔ لوگوں نے اسے برداشت نہیں کیا اور اس کے خلاف مہم چلائی لیکن آج ہم انہیں انسانی تاریخ کے ذہین ترین افراد میں سے ایک مانتے ہیں۔ انہیں فلسفہ میں ایک عظیم اہمیت حاصل ہے۔ نہ صرف عظیم مفکرین لیکن بہت سے سائنس دانوں اور صوفیا کرام کو بھی اپنے خیالات اور نظریات کی وجہ سے مشکلات کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ ان کے نظریات عوام الناس کے نظریات کے ساتھ تصادم میں تھے۔ پرنٹنگ پریس یوہانس گوٹن برگ کی طرف سے ایجاد کیا گیا تھا۔ یورپی ممالک نے اس ایجاد سے کافی فائدہ اٹھایا۔ لیکن ایک طبقے نے اسے مسترد کرتے ہوئے لوگوں کو اس سے دور رہنے کی ہدایت کی، خاص طور پر مذہبی کتابوں کے لیے اس کے استعمال سے گریز کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

مولانا جلال الدین رومی عظیم ولی تھے۔ ان کی تخلیقات ایک سو سے زائد ممالک میں نصاب کا حصہ ہیں۔ اپنے استاد شمس تبریز کے ساتھ اپنے صوفیانہ سفر کا آغاز کرتے وقت انہیں بھی سخت مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ محبت کی علامت مانے جانے والے رومیؒ کو دانش کی بلند ترین چوٹیوں تک پہنچنے کے لیے مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ برصغیر کے صوفیا کرام اور مشہور شعراء کو بھی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ صوفی شاعر بابا بلھے شاہ اور شاہ عبداللطیف بھٹائی کو اپنے فلسفیانہ سفر میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ علامہ محمد اقبالؒ کو بھی ان کی مشہور نظم شکوہ کے لیے مخالفت کا سامنا کرنا پڑا تھا اور انہوں نے پھر جواب شکوہ لکھی۔

کہا جاتا ہے کہ جب امیر تیمور نے فارس پر حملہ کیا، تو فارس کے دانش ور اور علماء کو اس کے سامنے لانے کے لیے کہا گیا۔ فارس کے دانش ور مسلم دنیا میں مشہور تھے، اس لیے امیر تیمور ان کے ساتھ ایک مکالمہ کرنا چاہتا تھا۔ ان کے ساتھ مکالمہ کرنے کے بعد امیر تیمور رنجیدہ ہوئے۔ ان کے مطابق ان لوگوں میں حکمت کا فقدان تھا۔ پھر کسی نے انہیں بتایا کہ فارس کے بعض دانشوروں کی مزاحمت کی گئی تھی، وہ اپنی سلامتی کے لیے چھپے ہوئے ہیں۔ امیر تیمور نے انہیں تلاش کرنے کا حکم دیا۔ فارس کے عظیم شاعر اور دانش بشمول حافظ شیرازی کو پیش کیا گیا۔ امیر تیمور ان کے دانش سے متاثر ہوئے۔ پھر امیر تیمور نے دریافت کیا کہ ایسے عظیم دانش وروں پہ کیوں الزامات جاری ہوئے۔ حافظ شیرازی نے جواب میں بتایا کہ جب یہ دانش ور اپنے طریقے سے کائنات اور خدا کی تخلیقات کے بارے میں بات کرتے ہیں تو لوگ بجائے ان کی بات سمجھنے کے، الزام دیتے ہیں۔

اب دنیا ایک ایسی شکل میں ہمارے سامنے ہے جہاں ہر شخص اپنے اختیار کے مطابق ظالم ہے جس کی واضح مثالیں ہمیں ہر ملک میں دیکھنے کو ملتی ہیں۔ صبح آنکھ کھولتے ہی کوئی نیا واقعہ ہمیں خوش آمدید کہتا ہے

یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ ایسے واقعات کے پیچھے معاشرے میں بڑھتی ہوئی عدم برداشت اور انتہا پسندی کی شدت اختیار کرنے والی لہر ہے جو آہستہ آہستہ شدت پسندی کے دامن کو چھوتی ہے اور تشدد کی سرگرمیوں کو جنم دیتی ہے۔ جس معاشرے میں ہم رہ رہے ہیں یہاں کسی پر تشدد کرنا، جائیداد کے تنازعے یا غیرت کے نام پر قتل کرنا ایک روایت بن چکی ہے جو بظاہر عدم تشدد یا برداشت سے لاعلمی دکھائی دیتی ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا یہ شدت پسندی یا عدم برداشت ہمیں وراثت میں ملی ہے یا یہ موجودہ حالات اور وقت کی دین ہے؟ اگر ہم ماضی پر نظر دوڑائیں تو چونکا دینے والے مناظر سامنے آجائیں گے جس کے پیچھے کم علمی اور غیروں کی خوشامد کا بھی ہاتھ ہے۔

لفظ دشمنی بذات خود ایک فتنہ فساد کا حصہ ہے اسے سنتے ہی نفرت، قتل و غارت فتنہ فساد برائی جیسے عکس ذہن میں گردش کرنے لگتے ہیں۔ خاندانی دشمنی جس طرز انداز میں بھی ہو یہ نفرت کو جنم دیتی ہے اور رشتوں میں فاصلے پیدا کرتی ہے اور جہاں تک اسلام کا تعلق ہے تو اسلام نے نفرت قتل و غارت فتنہ فساد پھیلانے سے منع کیا ہے اور اسلامی بھائی چارے اور امن کا درس دیا ہے۔ جب خاندانی دشمنی کا ذکر آتا ہے تو یہ وہ فساد ہے جو نسل در نسل چلتا رہتا ہے اور نفرت اور قتل و غارت کا سبب بنتا جاتا ہے، خاندانی دشمنی کی بڑی وجوہات جہالت اور شعور کی کمی ہے۔ خاندانی دشمنی پر اگر تحقیق کی جائے تو اس کے آغاز کی وجہ عام معمولی سی بات ہوتی ہے جیسا کہ کسی زمین میں پانی کی ترسیل پر دو خاندانوں کا آپس میں جوں توں ہو جائے یا پھر زمین کی مٹی پر جھگڑا ہو جاتا ہے کہ یہ میری زمین کی مٹی ہے اس کو نہ اٹھایا کرو۔ اس طرح پیسوں کے لین دین کی وجہ سے بھی تنازعات سامنے آجاتے ہیں یا پھر بچپن کے رشتوں سے انکار کی وجہ بھی خاندانی دشمنی کا باعث بن جاتی ہے، مطلب خاندانی دشمنی کا آغاز معمولی باتوں سے ہوجاتا ہے مگر بگڑتے بگڑتے یہ خطرناک صورت اختیار کر لیتا ہے اور پھر نسل در نسل تباہی کا باعث بنتا جاتا ہے۔

خاندانی دشمنی ہر جگہ ہوتی ہے مگر قبائلی علاقوں میں اس وجہ سے خاندان صفحہ ہستی سے مٹ جاتے ہیں اس دشمنی میں پہلے عام سی بات کو لے کر ضد اور انا کا مسئلہ بنا لیا جاتا ہے اور پھر اس ضد اور انا کی وجہ سے بات قتل و غارت تک پہنچ جاتی ہے اور ایک فریق نے کسی کو اگر قتل کر دیا تو دوسرا فریق پہلے خاندان والوں کو قتل کر دیتے ہیں اور پھر پہلے خاندان والے دوسرے خاندان والوں کو قتل کر دیتے ہیں یوں نسل در نسل یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ خاندانی دشمنی میں حریف خاندان کو کمزور کرنے کے لیے جو زیادہ طاقتور بندہ ہو اسے کو ہی ہدف بنایا جاتا ہے، اسی کو قتل کر دیا جاتا ہے۔

بعض معاشروں میں بچوں کو جنگجوؤں کے طور طریقے دکھاتے ہیں۔ ان کے ذہن میں یہ بات بٹھا دی جاتی ہے کہ تم ایک بہادر اور بندوق سے محبت کرنیوالے فرد ہو۔ ان کے ہاتھوں میں کھلونا نما اسلحہ تھما دیا جاتا ہے۔ بچے کو اسلحہ سے محبت ہونے لگتی ہے اور جب وہ بڑا ہو جاتا ہے تو وہ اسی اسلحہ سے اپنی نام نہاد بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے معمولی باتوں پر آدم زاد کی جان لے لیتا ہے۔ ایسے معاشرے میں عدم برداشت کے بڑھتے رجحان کے پیچھے جھوٹی انا کی آبیاری کے اصول کارفرما ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ ہر فرد کو اس کی ذات، ہنر اور رنگ کے حساب سے اہمیت دیتے ہیں اور اس کے ساتھ ان کی حیثیت کے حساب سے برتاؤ کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر کسی ہوٹل میں خدمات انجام دینے والے افراد ہوں یا کسی ورکشاپ میں کام کرنے والا بچہ، کوئی سکیورٹی گارڈ ہو یا کسی سٹور کا سیلز مین، ان میں سے ہر شخص روزانہ کئی بار اپنے معاشرے کے دیگر نام نہاد مہذب افراد کی طرف سے برے رویے کو سہتا ہے جو یقیناً ان کے اندر بھی منفی جذبات کو جنم دیتا ہے۔

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ عزت سے سر اٹھا کر جینے کا یہی طریقہ ہے کہ دوسرے کی عزت پیروں تلے روند دی جائے۔ ماہرین کے خیال میں عدم برداشت دراصل ہمارے اندر چھپی ہوئی مایوسی سے جنم لیتی ہے اور یہ مایوسی ہمارے ناتمام ارادوں اور نا آسودہ خواہشات کا نتیجہ ہوتی ہے۔ معاشرتی اصولوں یا تربیت کے باعث ہم بہت سے ارادوں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے سے قاصر ہوتے ہیں۔ عدم تشدد کا فلسفہ انسان کو انسان دوستی، امن، بھائی چارے اور خدا کے مخلوق چاہے اس کا تعلق کسی اور مذہب سے ہی کیوں نہ ہو، اس سے محبت کرنے کا درس دیتا ہے۔ زیادہ تر، لوگ دوسروں کو اس وقت برداشت نہیں کرتے جب ان کی رائے ہماری رائے سے متصادم ہو۔ یہ لوگ اپنے خیالات سے متصادم رائے کا اظہار کرنے والوں کے ساتھ سختی سے نمٹنا چاہتے ہیں۔ منظور شدہ نظریات اور خیالات وقت کے ساتھ مقدس بن جاتے ہیں۔ اگر آپ ان کو چیلنج کرتے ہیں تو بھی مشکلات کا سامنا کرنا پڑسکتا ہے۔

آج ہم جن کے کام کو سراہتے ہیں لیکن جب وہ زندہ تھے تب کیوں انہیں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا؟ اب بھی کئی معاشروں میں مختلف نظریات رکھنے والے افراد کو برداشت نہیں کیا جاتا۔ لیکن دنیا میں ترقی اور خوش حالی ایسے لوگوں کی وجہ سے بھی ممکن ہوئی ہے جنہوں نے کچھ نیا سوچنے اور کرنے کی ضرورت کو اجاگر کیا۔ ہمیں ایک ایسی دنیا کی تخلیق کرنی چاہیے جہاں ترقیاتی سوچ کو خیر مقدم کیا جائے اور اختلاف رائے کو برداشت کیا جائے نہ کہ کچلا جائے۔ عدم برداشت کی ایک بڑی وجہ تعلیم اور شعور کی کمی ہے۔ آخر کب تک جہالت کی اندھیر نگری میں ہم انسانوں کو تباہ ہوتا ہوا دیکھیں گے؟ ہمیں چاہئے کہ اب اس عمل سے نکل کر آگے بڑھنے کی کوشش کریں۔

تربیت

سیدہ تبسم منظور

اللہ رب العزت کی بے شمار نعمتوں، نوازشوں اور احسانات میں سے ایک عظیم نعمت اولاد ہے۔ اس نعمت کی قدر ذرا ان لوگوں سے پوچھ کر دیکھیں جو اس خوشی سے اس نعمت سے محروم ہیں۔ وہ اسے پانے کے لئے اپنا قیمتی وقت اور دولت صرف کرتے ہیں اور اس سے بھی زیادہ دولت خرچ کرنے کے لیے تیار ہوتے ہیں۔ اولاد والدین کے پاس اللہ تعالی کی امانت ہوتے ہیں۔ قیامت کے دن والدین سے ان کے بارے میں سوال کیا جائے گا کے انہوں نے یہ ذمہ داری بخوبی نبھائی یانہیں اس امانت کی حفاظت کی تھی یا اسے برباد کیا تھا۔

یہی بچے مستقبل میں قوم کے معمار ہوتے ہیں۔ اگر انھیں صحیح تربیت دی جائے تو اس کا مطلب ہے ایک اچھے اور مضبوط معاشرے کے لیے ایک صحیح بنیاد ڈال دی گئی۔ ایک مضبوط ستون کھڑا ہوگیا۔ بچوں کی اچھی تربیت سے ایک مثالی معاشرہ وجود میں آتا ہے۔ جیسے کہ ایک ننھا سا پودا ہی مستقبل میں اچھا گھنا تناور سایہ دار اور پھل دار درخت بن سکتا ہے۔ کبھی بھی کوئی یہ نہیں پوچھتا کہ دولت کتنی ہے گاڑی بنگلے کتنے ہیں بلکہ یہی سوال ہوتا ہے اولاد کتنی ہے۔

اولاد اللہ رب العالمین کا سب سے بڑا قیمتی تحفہ ہے۔۔۔۔۔ یہ تحفہ ایسا ہے جس کے لئے انبیاء کرام نے بھی نیک اور صالح اولاد کی دعائیں مانگی۔ مال و دولت اور اولاد دنیا کے لئے زینت تو ہے ہی لیکن یہ آزمائش بھی ہیں۔ اولاد کی تربیت نہایت ضروری ہے۔ کیوں کہ یہی اولاد آگے چل کر اس روئے زمین کی فلاح کا انحصار ہوگی۔ ماں کی گود ہی اولاد کا پہلا مکتب ہے۔۔۔۔ اور ماں کی گود کو اولاد کا پہلا مکتب اس لئے کہا گیا ہے کہ اولاد کی تربیت میں ماں کو ایک اہم اور خاص مقام دیا گیا ہے۔ وہ نیک سیرت اور پاکیزہ مائیں ہی تو تھیں جنہوں نے اسلام کو عظیم مصلحین، علماء اور اولیاء کرام سے نوازا ہے جن کی علمی، اصلاحی اور دعوتی جدوجہد نے مختلف ادوار میں اسلام کو ظلم سے نکال کر صراط مستقیم پر گامزن کیا۔ جب بھی عالم اسلام کو معاشرتی، تہذیبی، اخلاقی اور مذہبی زوال نے گھیرا یا پھر دشمن کی مخالف سازشیں کامیاب ہونے لگیں تو انہیں نیک سیرت ماؤں کے نیک صالح بیٹوں نے عالم اسلام کی رہبری و رہنمائی کی ہے۔ قرآن کی تعلیمات کو عام کیا۔ اپنی جانیں گنوائی اور اسلام کے خلاف اٹھنے والے ہر طوفان کو اپنا راستہ بدلنے پر مجبور کر دیا۔ اس لئے ماں نیک ہوگی تو وہ اپنے بچوں کی تربیت صحیح کر پائے گی۔

بچپن میں ہی کی گئی تربیت بچوں کے دماغ پر اثر انداز ہوتی ہے۔ بچپن میں ہی اگر بچوں کی صحیح دینی و اخلاقی تربیت کی جائے تو بڑے ہونے کے بعد بھی وہ تہذیب و تمیز اور اخلاق پر ہمیشہ قائم رہتے ہیں۔ جیسے پتھر پر کھینچے گئے نقش ہوں۔ ہم سب بہت اچھی طرح جانتے ہیں کے اولاد اللہ رب العزت کا نہایت ہی قیمتی انعام ہے۔ رب العزت نے اپنے کلام میں انہیں زینت اور دنیاوی زندگی میں رونق بیان کیا ہے لیکن یہ رونق و بہار اور زینت اس وقت ہے جب اس نعمت کی قدر کی جائے دین و اخلاق اور تعلیم کے زیور سے انہیں آراستہ کیا جائے۔ بچپن ہی سے ان کی صحیح دیکھ بھال ہو دینی تربیت کا خاص خیال رکھا جائے۔ اسلامی ماحول میں انہیں پروان چڑھایا جائے۔۔۔ حقوق صرف اولاد کے ہی نہیں ہوتے بلکہ والدین پر بھی اولاد کے حقوق ہیں۔ ان میں سب سے اہم ان کی دینی تعلیم اور اچھی تربیت ہے۔ تعلیم اور تربیت میں سب سے زیادہ اہم چیز تربیت ہے جبکہ ہم آدھی سے زیادہ زندگی تعلیم حاصل کرنے پر صرف کر دیتے ہیں۔ ویسے علم تو ابلیس کے پاس بھی بہت تھا۔ اسلام نے عصری تعلیم کو ہرگز منا نہیں کیا لیکن دین کی بنیادی تعلیم کا حصول اور اسلام کے ارکان کا جاننا تو ہر مسلمان پر فرض ہے اور اس پر آخرت کی فلاح و کامیابی کا بھی دارومدار ہے۔ جب تک دین کی بنیادی تعلیم سے آگاہی اور اس پر عمل نہ ہو توحید و رسالت اور آخرت پر صحیح ایمان نہ ہو یا نماز روزہ اور قرآن کی تلاوت سے اور روزمرہ کی زندگی کے احکامات سے غفلت ہو۔ جہنم سے بچنے کی فکر جس طرح خود کو کرنی چاہیے اسی طرح والدین کی یہ بہت ہی اہم ذمہ داری ہے کے وہ اپنی اولاد کی بچپن سے ایسی تربیت کریں کے ان میں دینی شعور پختہ ہو اور بڑے ہوکر وہ زندگی کے جس کسی شعبے میں بھی رہیں ایمان و عمل سے ان کا رشتہ نہ صرف قائم رہیگا بلکہ بہت مضبوط بھی ہوگا۔

دور حاضر میں والدین دنیاوی زندگی کی بہت حد تک بچوں کے بہتر مستقبل کی خوب فکر اور کوشش میں دن رات ایک کرتے ہیں۔ اس کے لئے محنت کرتے ہیں تاکہ وہ معاشرہ میں سرخرو رہیں اور آرام کی زندگی گزار سکیں لیکن اس دنیا کی چھوٹی سی زندگی کے بعد آخرت کی جو کبھی نہ ختم ہونے والی زندگی ہے وہاں کی سرخروئی سے خود بھی غافل رہتے ہیں اور اپنے بچوں کی تربیت میں بھی اس پہلو کو اہمیت نہیں دیتے۔ جتنی عصری تعلیم کے لئے جدوجہد کی جاتی ہے اتنی دینی تعلیم کے لئے نہیں کی جاتی۔ بچوں کا ذہن صاف و شفاف بلکل کورے کاغذ کی طرح خالی ہوتا ہے اس میں جو لکھنا چاہے جو بھی نقش کھینچا جائے وہ مضبوط و پائیدار رہتا ہے۔ بچپن میں بچے کے لئے علم کا حصول پتھر پر کھینچے نقش کی طرح ہوتا ہے۔ بچپن میں جو چیز دماغ میں بٹھادی جائے وہ پائیدار اور مضبوط ہوتی ہے جیسے زمین سے آگنے والے نرم و نازک پودوں کی طرح بچوں کے خیالات و فکر اور طرز زندگی کو جس طرح جس رخ پر چاہے با آسانی سے موڑا جاسکتا ہے جب وہ بڑے ہو جائیں اور ان کی عقل پختہ ہو جائے تو ان میں تبدیلی ناممکن تو نہیں لیکن مشکل ضرور ہوتی ہے اس لئے شروع سے ہی مطلب ابتدائی عمر میں ہی بچوں کی نگرانی اور ان کی صحیح تربیت والدین کی اہم ذمہ داری ہے۔ لڑکا ہو یا لڑکی ہو دونوں کی تربیت ایکساں کرنی چاہئے۔ اگر بیٹی کو پردہ کرنے کے لئے کہا جاتا ہے تو بیٹوں کو بھی اپنی نگاہوں کو نیچی کرنے کی تلقین کریں۔ ماں بہن بیٹیوں کی عورت کی عزت کرنا سکھائیں۔

تعلیم جتنی ضروری ہے اس سے زیادہ تربیت ضروری ہے۔ آجکل جو میاں بیوی جھگڑے معمولی معمولی باتوں پر طلاق اور خلع کے تقاضے۔ والدین سے بدسلوکی بدتمیزی گھر سے باہر نکالنا دینا، در بدر کی ٹھوکریں کھانے کے لئے اکیلا چھوڑ دینا۔ رشتہ داروں میں بھائی بہنوں میں اختلافات پیدا ہونا۔۔ رشتوں ناطوں سے زیادہ مال و دولت اور چیزوں کو ترجیح دینا۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر گالی گلوچ کرنا۔۔۔ اپنے سے بڑوں کا احترام نا کرنا اور نا جانے کئی ایسی وجوہات ہیں جو سب کی سب بتا رہی ہیں کہ یہ پڑھی لکھی ایجوکیشنل نسل تربیت سے بلکل پرے ہے۔ اپنی اولاد کو تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت کے زیور سے بھی آراستہ کیجئے تاکہ ایک صاف شفاف اور نیک معاشرہ تشکیل پا سکے۔ ایک بات ذہن نشین کرلیں تعلیم کی کمی کو تربیت ڈھانپ سکتی ہے پر تربیت کی کمی کو تعلیم نہیں ڈھانپ سکتی۔ جتنی تعلیم ضروری ہے اس سے زیادہ تربیت ضروری ہے۔ بچے پالنا کوئی بڑا کام نہیں یہ کام صدیوں سے جانور چرند پرند بڑے بہت اچھی طرح سے کرتے آرہے ہیں۔ بڑا کام ہے بچوں کی اچھی تربیت کرنا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اغیار کی نقالی، باعثِ ذلت وخواری

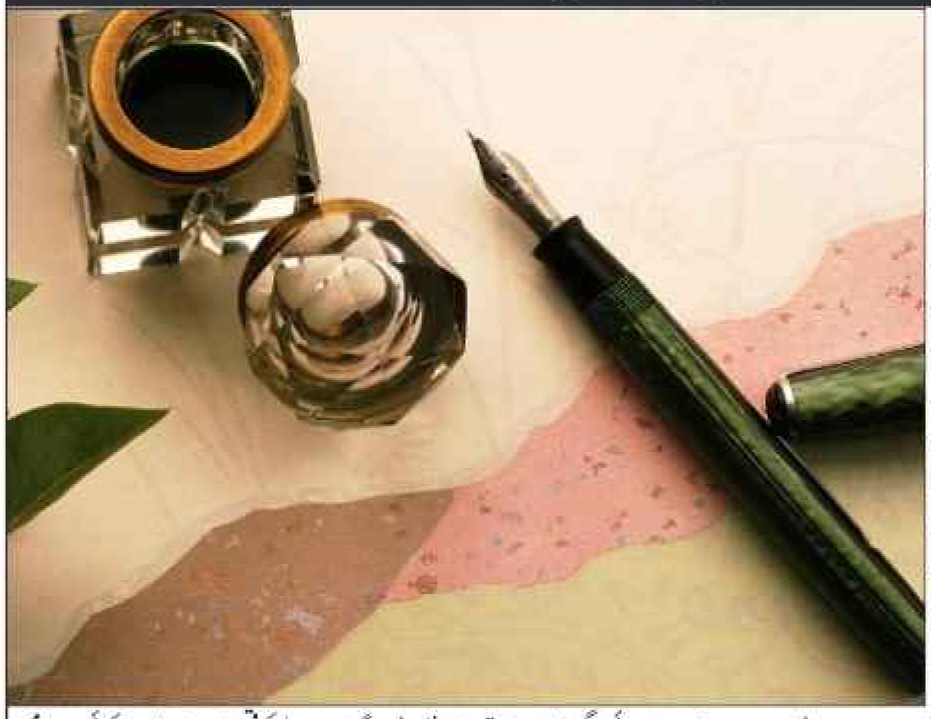

عبدالرشید طلحہ نعمانی

تہذیبوں کی آویزش، ثقافتوں کا ٹکراؤ اور روایتوں کا تصادم کوئی انوکھی بات نہیں، روز اول سے یہ سلسلہ بام عروج پر ہیاور تاقیامت جاری رہیگا۔ بالخصوص اسلامی تہذیب کو ہر زمانے میں نت نئے چیلنجز درپیش ہوئے، صلیبیوں، یہودیوں اور تاتاریوں کے ہاتھوں متعدد مرتبہ اسلامی تمدن وحضارت پر شب خون مارنیاور چوطرفہ یلغار کرنے کی ناپاک کوششیں کی گئیں، مگر ہر بار یا تو اسلام کیھوالے اپنی تہذیب کے آگے سد سکندری بن کر کھڑے ہوگیایا پھر کعبہ کو صنم خانہ سے پاسباں میسر آتے رہے۔ اس وقت بھی اسلامیان برصغیر کے لیے ہندوانہ تہذیب، کشمکش کا ایک ایسا دوراہا ہے؛ جہاں آکر عوام کی اکثریت قلادۂ اسلام گلوں سے نکال پھینکتی ہیاور اغیار کی نقالی کو قابل فخر کارنامہ جھلکتی ہے۔ کتاب وسنت کی اصطلاح میں اسی کو تشبہ کہا جاتا ہے؛ یعنی اپنی ہیئت ووضع تبدیل کرکے دوسری قوم کی وضع قطع اختیار کرلینا، اپنے تہذیبی ورثہ سے دست کش ہوکر دوسروں کی روایات کو حرز جاں بنالینا، اپنی حقیقی شناخت وپہچان کو مسخ کرکے غیروں کے طور طریق کو بہتر تصور کریلکنا۔۔۔۔۔ اور یہ ایسا سنگین جرم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بد دعا کیطور پر فرمایا: جو جس قوم کی مشابہت اختیار کرے گا وہ اسی میں شمار ہوگا۔ (ابوداؤد)

علماء کرام نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں عقیدہ وایمان کیتعلق سے غیروں سے مماثلت ومشابہت مرادنہیں؛ کیوں کہ جوشخص عقیدہ وایمان کے اعتبار سے غیر اسلامی فکر اختیار کرلے وہ تو پہلے ہی سے مسلمان نہیں، اس حدیث میں عملی اور سماجی زندگی میں غیروں کے تشبہ سے منع فرمایا گیا ہے، اور مختلف مسائل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توضیح وتشریح نے اس نکتہ کو مزید واضح کیا ہے۔ مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج نکلنے، اس کے نصف آسمان پر ہونے اور ڈوبنے کے وقت نماز پڑھنے سے منع فرمایا کہ یہ اوقات عام طور پر آفتاب پرست قوموں کی عبادت کے رہے ہیں، روزہ میں حکم ہے کہ افطار میں جلدی کی جائے، تاخیر نہ کی جائے، کہ یہ اہل کتاب کا طریقہ ہے، یوم عاشوراء کے ساتھ مزید ایک روزہ کا حکم ہوا، اس دن یہود روزہ رکھا کرتے تھے، تاکہ مسلمان اپنی عبادت میں بھی ان سے ممتاز رہیں۔

ان ہدایات سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا منشا یہی ہے کہ مسلمان کو ہر شعبۂ زندگی میں دیگر اقوام سے قومی و دینی اعتبار سے ممتاز اور متشخص رہنا چاہیے۔ اس کے باوجود اگر کوئی ان ہدایات کو پس پشت ڈال کر غیروں کی مشابہت اختیار کرتا ہے تو یہ بھی ایک اعتبار سے منافقت ہیاور منافقین کا مقام جہنم کا نچلا طبقہ ہے۔

تشبہ کی مختلف قسمیں:

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ایک کتاب میں تشبہ کے اقسام پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے، مناسب معلوم ہوتاہیکہ اس کا کچھ خلاصہ یہاں بھی نقل کردیا جائے؛ تاکہ مزید بصیرت ہوجائے۔

(1) تشبہ بالکفار اعتقادات وعبادات میں کفر ہے اور مذہبی رسومات میں حرام ہے، جیسا کہ نصاری کی طرح سینہ پر صلیب لٹکانا اور ہنود کی طرح زنار باندھنا ایسا تشبہ بلاشبہ حرام ہے۔ تشبہ بالکفار امور مذہبیہ میں حرام ہے جو چیزیں دوسری قوموں کی مذہبی وضع ہیں ان کا اختیار کرنا کفر ہوگا جیسے صلیب لٹکانا، سر پر چوٹی رکھنا "یا جے" پکارنا۔

(2) معاشرت اور عبادات اور قومی شعار میں تشبہ مکروہ تحریمی ہے مثلاً کسی قوم کا وہ مخصوص لباس استعمال کرنا جو خاص انھی کی طرف منسوب ہو، اور اس کا استعمال کرنے والا اسی قوم کا ایک فرد سمجھا جانے لگے جیسے نصرانی ٹوپی اور ہندوانہ دھوتی، یہ سب ناجائز اور ممنوع ہے اور تشبہ میں داخل ہے۔ وعلی ہذا، کافروں کی زبان اور ان کے لب ولہجہ اور طرز کلام کو اس لئے اختیار کرنا کہ ہم بھی انگریزوں کے مشابہ بن جائیں تو بلاشبہ یہ ممنوع ہوگا۔

(3) اور جو چیزیں دوسری قوموں کی نہ قومی وضع ہیں نہ مذہبی ہیں گو ان کی ایجاد ہوں اور عام ضرورت کی چیزیں ہیں جیسے دیا سلائی یا گھڑی یا نئے ہتھیار یا نئی ورزشیں جن کا بدل ہماری قوم میں نہ ہو اس کا برتنا جائز ہے مگر ان جائز چیزوں کی تفصیل اپنی عقل سے نہ کریں بلکہ علماء سے پوچھ لیں۔ ایجادات وانتظامات اور اسلحہ اور سامان جنگ میں غیر قوموں کے طریقے لے لینا جائز ہے جیسے بندوق ہوائی جہاز وغیرہ یہ درحقیقت تشبہ نہیں مگر شرط یہ ہے کہ اس کے استعمال سے نیت وارادہ کافروں کی مشابہت کا نہ ہو، یہ ان ایجادات کا حکم ہے جن کا بدل مسلمانوں کے پاس نہیں اور جو ایسی ایجاد ہوں کہ جس کا بدل مسلمانوں کے پاس موجود ہو تو اس میں تشبہ مکروہ ہے۔

(4) مسلمانوں میں جو فاسق یا بدعتی ہیں ان کی وضع اختیار کرنا بھی گناہ ہے پھر ان سب ناجائز وضعوں میں اگر پوری وضع بنائی تو زیادہ گناہ ہوگا اور اگر ادھوری بنائی تو اس سے کم ہوگا۔ (ماخوذ از انفاس عیسی)

مختصر یہ کہ ہم مسلمانوں کو رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ظاہری وباطنی اعتبار سے جو کامل ومکمل اور فطری وپاکیزہ طریقۂ زندگی ملاہے، اگر کوئی بدنصیب اسے ترک کرکے کسی اور قوم کی نقل وحرکت اور مشابہت اختیار کرتا ہے، خواہ اخلاق واطوار میں ہو، یا افعال واحوال میں، لباس ومعاش میں ہو، یا تہذیب وتمدن میں، جب کہ وہ طور طریق خاص ان ہی کے ہوں تو ان کی مشابہت اختیار کرنے والا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا امتی اور عاشق نہیں ہوسکتا۔

صحابہ کرام کا جذبہ ایمانی:

عہد نبوی ﷺ میں جب کوئی شخص مشرف بہ اسلام ہوتا تو اس میں کئی ایک تبدیلیاں رونما ہوچکی ہوتیں، ان میں سے ایک اہم تبدیلی یہ ہوتی کہ اس کی دوستی اور دشمنی کا معیار بدل جاتا ہے۔ جو کل تک اس کے دوست تھے وہ دشمن بن جاتے ہیں اور جو دشمن تھے وہ دوست ہوجاتے ہیں اور ان نئے بننے والے دوستوں کی خاطر وہ اپنے پرانے دوستوں سے لڑائی تک کے لیے تیار ہوجاتا؛ بل کہ اس لڑائی میں اپنی جان اور مال قربان کرنے سے بھی گریز نہیں کرتا۔

حضرت ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ پہلے کافر تھے، بنو حنیفہ کے سردار تھے، مسیلمہ کذاب کے کہنے پر رسول اللہ ﷺ کو دھوکے سے قتل کرنے نکلے، مگر مسلمانوں نے انہیں گرفتار کرلیا اور مسجد کے ستون کے ساتھ لاکر باندھ دیا۔ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے فرمایا: ثمامہ کہو کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا: "اچھا ہے، اگر آپ مجھے قتل کریں گے تو ایک خون والے کو قتل کریں گے (جس کا بدلہ لینے والے موجود ہیں) اور اگر مال چاہتے ہو تو فرمائیے جتنا آپ چاہتے ہیں آپ کو دیدیا جائے گا۔" آپ ﷺ انہیں وہیں چھوڑ کر چلے گئے، پھر اگلے دن ان کے پاس آئے اور ان سے یہی بات فرمائی اور انہوں نے یہی جواب دیا۔ پھر تیسرے دن وہاں سے گذرے اور حال دریافت کیا، انہوں نے وہی جواب دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا "ثمامہ کو چھوڑ دو!" ثمامہ اس (اسیری کے) دوران قرآن پاک سنتے رہے۔ نبی پاک ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نماز اور دوسرے حالات دیکھتے رہے۔ جوں ہی انہیں چھوڑا گیا، مسجد کے قریب کھجوروں کے ایک باغ میں گئے، غسل کیا، مسجد میں آئے اور بلند آواز سے پڑھا: "اشھد ان لا الہ الا اللہ، وان محمدا رسول اللہ ﷺ" (صحیح بخاری) اب دیکھیے! اسلام لینے کے ساتھ ہی کیا تبدیلی واقع ہوئی؟ کہنے لگے "یا رسول اللہ ﷺ! اللہ کی قسم! اس روئے زمین پر آپ کے چہرے سے زیادہ بغض مجھے کسی چہرے سے نہیں تھا، اب آپ کا چہرا مجھے سب چہروں سے زیادہ محبوب ہوگیا ہے۔ اللہ کی قسم! روئے زمین پر کوئی دین مجھے آپ کے دین سے زیادہ ناپسندیدہ نہیں تھا اور اب آپ ﷺ کا دین مجھے سب دینوں سے زیادہ پیارا اور محبوب ہے۔ اللہ کی قسم! کوئی شہر آپ کے شہر سے زیادہ برا دکھائی نہیں دیتا تھا اور اب آپ ﷺ کا شہر مجھے سب شہروں سے زیادہ محبوب دکھائی دیتا ہے۔" اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ایک مومن صادق کی قلبی وایمانی کیفیت کیا ہونی چاہیے۔

اسی طرح ہندہ بنت عتبہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہ جس نے رسول اللہ ﷺ کے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ کا مثلہ کیا تھا اور جگر چبایا تھا، جب ایمان لائی تو کہتی ہیں: یا رسول اللہ ﷺ تمام روئے زمین پر آپ ﷺ کے خیمے والوں سے زیادہ کسی خیمہ میں رہنے والوں کے متعلق میری یہ خواہش نہیں تھی کہ وہ ذلیل ہوں اور اب حالت یہ ہوگئی ہے کہ روئے زمین پر آپ کے خیمہ سے بڑھ کر کسی خیمہ کے متعلق میری خواہش نہیں کہ انہیں عزت حاصل ہو (صحیح بخاری)

الغرض: یہ ایک قدرتی چیز ہے کہ ایمانی محبت تمام محبتوں پر غالب ہوتی ہے اور اللہ پاک کا ہم سے تقاضا بھی یہی ہے کہ ہماری طرف آؤ تو پورے آؤ۔ یہ نہیں کہ کچھ دوستی ہم سے اور کچھ دشمنوں سے۔ یہ بات اللہ پاک کو بالکل گوارا نہیں۔ ارشاد باری ہے کہ: "اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!۔۔۔۔ اسلام میں پورے پورے داخل ہوجاؤ اور شیطان کے قدموں کی پیروی مت کرو۔ یقیناً وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔" (البقرہ: 208)

بسنت ایک غیر اسلامی رسم:

دیوالی، دسہرا اور ہولی کے متعلق تو سب جانتے ہیں کہ یہ ہندوؤں کے مذہبی تہوار ہیں، مگر سنکرانتی اور بسنت وغیرہ کے متعلق یہ غلط فہمی عام پائی جاتی ہے کہ یہ موسمی اور ثقافتی تہوار ہیں۔ ایسا صرف وہی لوگ سمجھتے ہیں جو ان تہواروں میں حصہ تو لیتے ہیں، البتہ ان کا پس منظر جاننے کی زحمت انہوں نے کبھی گوارا نہیں کی، حالاں کہ مورخین کے مطابق یہ خالصتاً ہندوانہ تہوار ہے۔ نامور محقق، مؤرخ اور سائنسدان علامہ ابوریحان البیرونی تقریباً ایک ہزار سال قبل ہندوستان آئے تھے۔ انہوں نے کلر کہار (ضلع چکوال) کے نزدیک ہندوؤں کی معروف یونیورسٹی میں عرصہ دراز تک قیام کیا، وہیں انہوں نے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف "کتاب الہند" تحریر کی جو آج بھی ہندوستان کی تاریخ کے ضمن میں ایک مستند حوالہ سمجھی جاتی ہے۔ اس کتاب کے باب 76 میں انہوں نے "عیدین اور خوشی کے دن" کے عنوان کے تحت ہندوستان میں منائے جانے والے مختلف مذہبی تہواروں کا ذکر کیا ہے۔ اس باب میں عید "بسنت" کا ذکر کرتے ہوئے علامہ البیرونی لکھتے ہیں "اسی مہینہ میں استوائے ربیعی ہوتا ہے، جس کا نام بسنت ہے، حساب سے اس وقت کا پتہ لگا کر ہندو اس دن عید کرتے ہیں اور برہمنوں کو کھلاتے ہیں، دیوتاؤں کی نذر چڑھاتے ہیں"۔ (کتاب الہند، مترجم: سید اصغر علی، صفحہ 206)

الغرض: بسنت غیر مہذب، بے دین اور لامذہب قوم کا شیوا ہے، ہمیں کب زیبا دیتا ہے کہ مردود وملعون، بے ضمیر قوم کے طرز عمل کو اپنا مشغلہ بنائیں، ہمیں تو نعمت عظمی کیطور پر "ہدایت نامہ انسانیت" عطا ہوا تاکہ ہدایت کے روشن چراغ سے دوسری قوم وملل کے گھرانوں کو روشن کریں نہ کہ اپنے گھروں کی ایمانی شمع کو گل کرکے ظلمت کدۂ کفر بنالیں۔ اس لیے ہم اس بات کی بھرپور کوشش کریں کہ غیروں کی مشابہت سے اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو بچائیں؛ تاکہ کل میدان حشر میں سرخروئی ہمارا مقدر بن سکے۔

سرخرو کشتی رہی ہر حال میں

ڈاکٹر شکیل احمد خان

۱۹۱۶ کی لندن کی ایک سہانی شام، اپنے عہد کی مقبول ترین اداکارہ کے فن کا مظاہرہ، ناظرین سے کھچا کھچ بھرا ہال، تالیوں کی گڑگڑاہٹ، لوگوں کا کھڑے ہوکر خراج پیش کرنا، سب کچھ بہت خوشگوار تھا۔ ہر کوئی اداکارہ سے ملنے کا متمنی تھا۔ بہ ہزار دقت شائقین سے پیچھا چھڑا کر وہ پچھلے دروازے سے نکل پڑی۔ ناظرین میں موجود ایک شخص بھی اداکارہ کے خیالوں میں مگن اپنے گھر روانہ ہوا۔ مشہور ندی ٹھیمز پر بنے پل پر ملگجے اندھیرے میں اسے ایک ہیولہ دکھائی دیا جو ندی میں چھلانگ لگانے ہی والا تھا۔ آخری لمحے میں اس نے اسے پیچھے سے پکڑ کر بچالیا۔ روشنی میں اس کے چہرے پر نظر پڑتے ہی وہ انگشت بدنداں رہ گیا۔ خودکشی کرنے جارہی لڑکی کوئی اور نہیں بلکہ وہی اداکارہ تھی جس کی قربت کے لئے سارا لندن دیوانہ ہو رہا تھا۔ اس نے بے اختیار کہا، "میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ تم خودکشی کرنا چاہوں گی! اور وہ بھی اس وقت جب کے سارا لندن تمہاری ایک نظر عنایت کے لئے اس وقت بھی تھیٹر کے اطراف گھوم رہا ہے۔ تمہارے پاس حسن ہے، دولت ہے، صلاحیت ہے، شہرت ہے اور تم کامیابی کی بلندی پر ہو۔ اداکارہ نے بیزارگی سے جواب دیا، "حسن، دولت، شہرت، کامیابی، جائے جہنم میں۔ کیا یہ میری اندرونی بے چینی کا علاج کرسکتی ہے؟ اس تضاد کی شدت مزید بڑھ جاتی ہے جب ہمیں پتہ چلتا ہے کہ یہ اداکارہ کوئی عام فرد نہیں بلکہ ۱۸ویں صدی کی آخری دہائیوں کی یورپ کی مقبول ترین ہستی ایوا وایلیری **LavallierEve** تھی۔

ایوا والیری کا اصل نام یوجین فینوگلیو تھا جو ۱۸۶۶ میں فرانس میں پیدا ہوئی۔ ۱۸۸۴ میں شرابی اور وہمی باپ نے ماں کو گولی مار کر خودکشی کر لی۔ دہشت زدہ ایو گھر سے بھاگ نکلی۔ قدرت نے اسے غیر معمولی حسن اور خوبصورت آواز سے نوازا تھا۔ وہ ہر قسم کے جذبات کے بہترین اظہار پر قادر تھی۔ حسن، آواز اور رکھ رکھاؤ نے اسے بہت جلد پیرس کے بہترین تھیٹرس کی جان بنادیا۔ وہ فرانس کی سب سے زیادہ مقبول **celebrity** بن گئی۔ اس کا لباس اور کنگی چوٹی کا انداز یورپ میں فیشن کا معیار تسلیم کیا جاتا۔ اس کے استعمال میں رہنے والی پرفیومس، صابن و کاسمیٹکس کی دھوم رہتی۔ اس دوران اس کے تعلقات ایک نواب سے ہوئے جس نے اس کا نام ایوالاوا لیری کردیا۔ یورپی ممالک کے بادشاہ، رانیاں، شہزادے، سفرا، نواب اور سالار جب فرانس آتے تو اس کے حسن، اداکاری اور آواز سے ضرور محظوظ ہوتے۔ پرتگال کا بادشاہ کارلوس، بیلجیم کا بادشاہ لیو پولڈ دوم، انگلینڈ کا بادشاہ ایڈورڈ ہفتم، ہنری آف باور یا وغیرہ اس کے فن کے معترف اور مداح تھے۔ خود ایو کا کہنا تھا، "سونا میرے ہاتھ کا میل تھا، میرے پاس ہر وہ چیز تھی جو دنیا دے سکتی تھی اور جس کی مجھے خواہش تھی، لیکن اس کے باوجود میری روح سب سے زیادہ دکھی اور غمگین تھی"۔ اندرونی بے چینی دور کرنے وہ گناہ کے راستے پر چل پڑی۔ نواب سے پیچھا چھڑا کر ایک تھیٹر ڈائریکٹر سے تعلقات استوار کئے، ایک ناجائز بیٹی کو جنم دیا، دیگر کئی مردوں سے ہر قسم کے روابط رکھے۔ لیکن قلبی سکون اور اطمینان سے محروم ہی رہی۔ ناجائز بیٹی اسے ہراساں کرنے ہر طرح کی حرکتیں کرتی۔ یہاں تک کے ایو بیزار ہو کر خودکشی پر مائل ہوئی۔ آخر کار مذہب میں پناہ لی۔ دنیا کے تام جھام اور رنگینیوں کو ٹھکرا کر ایک غیر معروف دیہات میں سادہ اور تیاگ کی زندگی گزار کر ۱۹۲۹ میں گمنامی کی موت کو گلے لگایا۔ اس داستان حیات کی عصر حاضر میں اور خصوصاً ہمارے لئے کیا معنویت ہے؟ دیکھئے، ٹی وی، اخبارات، اور سوشل میڈیا کے باعث ہم میں سے اکثر لوگ اور خصوصاً نوجوان اس بات کو شدت سے محسوس کرتے ہیں کہ بین الاقوامی سطح پر دیگر اقوام اور ملکی سطح پر اہل وطن کی دوسری برادریوں کے پاس آج اقتدار ہے، عیش وعشرت ہے، تام جھام ہے، قیمتی کاریں، ذاتی ہوائی جہاز اور بوٹ ہیں، محلات ہیں، طاقت، عزت، شہرت اور گلیمر ہے۔ اس کے برعکس ہماری قوم معاشی تنگدستی، سیاسی بے وقعتی، سماجی بے بضاعتی اور معاشرتی پسماندگی کی شکار ہے۔ یہ صورتحال ابتدائی مرحلہ میں فوری طور پر اکثر لوگوں میں احساس محرومی، مایوسی، بے بسی اور بے دلی کی کیفیت پیدا کرتی ہے۔ یہ احساس ہماری قوت عمل کے لئے سم قاتل ثابت ہوتا ہے اور ہمارے جوش و جذبہ کے شعلوں پر برفیلے پانی کی طرح کام کرتا ہے۔ ہم یہاں تک کیوں پہونچ گئے، یہ ایک الگ موضوع ہے۔ یہاں تو بس یہ اجاگر کرنا مقصود ہے کہ ظاہری شان و شوکت سے قطعاً متاثر نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ یہ اکثر صرف ایک سراب ہوتا ہے۔ ظاہری شان وشوکت، طاقت اور تام جھام کے پیچھے بڑی دکھ بھری داستانیں ہوتی ہیں۔ بے چینی، بے بسی، بے سکونی اور جذباتی وروحانی خلا ہوتا ہے۔

اس کی سیکڑوں مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ لیکن اس کا قطعی یہ مطلب نہیں کہ ہم موجودہ قومی حالت میں مست رہیں اور اسے بدلنے کی کوشش نہ کریں۔ اسلام رہبانیت اور فرار کی تعلیم نہیں دیتا۔ دولت، حشمت اور اقتدار خود اپنے اندر کوئی خراب چیز نہیں ہے۔ ہمیں تو آخرت کے ساتھ دنیا کی بھی بھلائی مانگنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ لیکن ناجائز طریقوں اور اقدار، ایمان اور محبت کی قیمت پر حاصل کی جانے والی دولت اور گلیمر بھی سچی خوشی، سکون اور کامیابی کی ضمانت نہیں ہوسکتی۔ جبکہ زندگی میں بنیادی اہمیت قلبی سکون اور محبت کی ہے۔ اصل کامیابی آخرت کی کامیابی ہے۔ اب اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے، دوسروں کی مدد کرکے آخرت بنانے، اور سکون واطمینان کی زندگی بتانے کے لئے دولت، شہرت، اقتدار ایک ذریعہ ہوسکتا ہے اور ہوتا ہے۔ ہمیں اپنی پوری صلاحیتوں اور قوت کے ساتھ شرعی حدود میں اسے حاصل کرنے کی بھرپور اور جامع کوشش کرتے رہنا ہے۔ بس اہم بات یہ ہے کہ ہم ذریعہ اور مقصد کے فرق کو نہ بھولیں۔ دولت ذریعہ ہے، اور سکون، محبت، دائمی کامیابی ہمارا مقصد!

دولت سے سکون، محبت اور کردار حاصل نہیں کیا جاسکتا، ہاں، کردار، محبت اور سکون قلب سے دولت و وقار حاصل کیا جاسکتا ہے۔ دنیا میں ہر سال کئی امیر ترین، خوبصورت ترین، طاقتور ترین، قابل ترین افراد دامن اسلام میں پناہ لیتے ہیں۔ ہمارے پاس امیر، خوبصورت، طاقتور اور قابل لوگوں کی قطعی کمی نہیں ہے۔ اب دنیا کے کچھ حصوں میں علاقائی وجوہات اور حکمت عملی کی کمی کے باعث یہ چیزیں کمیاب ہیں تو اسے وقتی کمزوری تو مانا جاسکتا ہے ناکامی نہیں۔ مسلمان اگر سچ میں مسلمان ہے تو وہ ناکام ہو ہی نہیں سکتا۔ کردار اور ایمان ہو تو پھر کوئی اور چیز ہو یا نہ ہو، وہ کامیاب ہے۔ اس کے ساتھ اگر دولت وحشمت بھی ہو تو سونے پہ سہاگہ! لیکن صرف دولت وحشمت تو دنیاوی سکون، محبت اور کامیابی کی بھی ضمانت نہیں، جیسا کہ ایولاوالیری کی مثال سے واضح ہے۔ لہذا ہمیں دوسروں کی امارت و تام جھام دیکھ کر نفسیاتی طور پر متاثر نہ ہوتے ہوئے دین و دنیا دونوں کے حصول کے لئے اپنی جدوجہد جاری رکھنا ہے۔ اس حقیقت کو ذہن نشین کرلیں کہ اگر ہم ایمان و کردار کے ساتھ جدوجہد کر رہے ہیں تو ہم ہر حال میں کامیاب ہیں۔ دولت وشہرت کے ساتھ بھی، دولت وشہرت کے بغیر بھی! بقول احسن یوسف زئی

سرخرو کشتی رہی ہر حال میں!
ڈوبنے کے بعد بھی پانی میں ہے

The Urdu Daily WATTAN
روزنامہ وطن

باقیات

101

کردیا گیا ہے۔ **26** جنوری کے موقعے پر ملک بھر کی طرح جموں وکشمیر میں بھی تقریبات کا انعقاد ہوگا سب سے بڑی تقریب مولانا آزاد اسٹیڈیم جموں میں منعقد ہوگی جہاں لیفٹنٹ گورنر منوج سنہا مارچ پاسٹ پر سلامی لینگے اور گارڈ آف آنر پیش کرینگے۔ ادھر وادی کشمیر میں بھی سب سے بڑی تقریب بخشی اسٹیڈیم سرینگر میں منعقد ہوگی جہاں نائب وزیر اعلیٰ مارچ پاسٹ پر سلامی لیں گے۔ اسی دوران اسٹیڈیم کے اردگرد تین ٹائروں والی حفاظت کے اقدامات اٹھائے گئے ہیں، سونگھنے والے کتوں کی خدمات حاصل کرنے کے بعد ہی سرکاری اور عام شہریوں کو تقریب میں شرکت کرنے کی اجازت دی جائے گی۔ اسٹیڈیم کے اردگرد بھی پولیس وفورسز کے حصار قائم کئے گئے ہیں۔ اسٹیڈیم کی طرف جانے والی شاہراؤں پر چیکنگ پوائنٹ قائم کئے گئے ہیں، شارپ شوٹرس کی تعیناتی عمل میں لائی گئی ہیں، سی سی ٹی وی کیمروں کے ذریعے لوگوں کی نقل وحرکت پر کڑی نظر رکھی جارہی ہیں۔

102

ایکسپریس'' ٹرین کا ایک طرفہ ٹرائل رن آج مکمل ہوگیا۔ ٹرین جمعہ کو جموں ڈویژن میں پہنچی جس کے بعد سنیچروار کی صبح جموں سے بڈگام تک آزمائشی سفر چلایا گیا۔ وندے بھارت ایکسپریس **ICF** ریک **49** اور **80** کو **USBRL** سیکشن میں کمرشل آپریشن کیلئے نامزد کیا گیا ہے۔ عہدیداروں نے کہا ''یہ وندے بھارت ایکسپریس ٹرینیں سردی کے موسم میں سرد حالات کیلئے منفرد طور پر ڈیزائن کی گئی ہیں جن میں خصوصیت کی جدید ٹیکنالوجی ہیں تاکہ آرام، حفاظت اور بھروسے کو یقینی بنایا جاسکے''۔ حکام نے بتایا ''یہ ٹرین مشہور انجی کھڈ برج سے بھی گزری، جو ہندوستان کے پہلے کیبل سے چلنے والا ریل پل ہے اور چناب پل جو دنیا کا سب سے اونچا ریلوے پل ہے''۔ واضح رہے کہ کشمیر کی سرد آب وہوا کو برداشت کرنے کیلئے خصوصی طور پر ڈیزائن کیا گیا۔ یہ جموں وکشمیر کیلئے متعارف کرائی جانے والی تیسری وندے بھارت ٹرین ہے، لیکن وادی کشمیر کی خدمت کرنے والی پہلی ٹرین ہے۔ ناردرن ریلوے زون اپنے کاموں اور دیکھ بھال کی نگرانی کرے گا۔ کشمیر کے موسم کے مطابق ڈیزائن اس ریل گاڑی میں پانی کے جمنے اور بائیوٹوائلٹ ٹینکوں کو روکنے کیلئے جدید ترین حرارتی نظام شامل ہیں۔ اس میں ایک منفرد ایئر بریک سسٹم اور زیرو زیرو درجہ حرارت میں ہموار آپریشن کو یقینی بنانے کیلئے گرم ہوا کی گردش بھی ہے۔ اضافی ترامیم میں سخت سردیوں کے دوران ٹھنڈ کو صاف کرنے کیلئے ونڈشیلڈ میں شامل حرارتی عناصر شامل ہیں۔ ریلوے نے ادھم پور سرینگر بارہمولہ ریل لنک پروجیکٹ کو مکمل کیا ہے، جو **272** کلومیٹر پر محیط ہے۔ ادھر اسے ایک تاریخی لمحہ قرار دیتے ہوئے لیفٹننٹ گورنر منوج سنہا نے کٹرا سے بڈگام تک ٹرین کے آزمائشی رن کو مکمل کرنے پر ریلوے حکام اور زمینی کارکنوں کو مبارکباد دی۔ مائیکرو بلاگنگ پلیٹ فارم ایکس کو لیکر لیفٹنٹ گورنر منوج سنہا نے لکھا ''ایک تاریخی لمحہ اور ایک خواب پورا ہوا! وندے بھارت ایکسپریس ٹرین کا ویشنو دیوی ریلوے اسٹیشن کٹرہ سے بڈگام تک ٹرائل رن کامیابی سے مکمل ہو گیا ہے۔ شمالی ریلوے کے حکام اور زمین پر کام کرنے والی ٹیم کو مبارکباد''۔ خیال رہے کہ محکمہ ریلوے میں ایک اور سنگ میل کے تحت کشمیر کے موسم کے مطابق تیار کردہ ''وندے بھارت'' بھارت ایکسپریس ٹرین نے کٹرا سے بڈگام ریلوے اسٹیشن تک کامیابی کے ساتھ آزمائشی سفر مکمل کرلیا

103

نے کہا کہ آج دن عوام کی جمہوریت اور جمہوری نظام میں اپنا اعتماد اور بھروسہ کی عکاسی کرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جموں وکشمیر میں حال ہی میں اسمبلی انتخابات میں بھاری اکثریت میں رائے دہندگان خصوصاً نوجوانوں نے اپنی قیمتی ووٹوں کا استعمال کرکے ایک عوامی حکومت کو منتخب کیا۔ یہ اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ جمہوری نظام کا کوئی بھی متبادل نہیں ہوسکتا ہے اور لوگوں نے بھرپور انداز میں اپنی حق رائے دہی کا استعمال کرکے ایک غیر جمہوری نظام کا قلع قمع کرکے رکھ دیا۔ انہوں نے کہا کہ میں آج کے دن سلسلے میں زندگی کے تمام شعبوں کے لوگوں سے گزارش کرتا ہوں کہ رائے دہندگان کے اندراج کے بارے میں بیداری پیدا کی جائے۔ میں خاص طور پر نوجوانوں اپیل کرتا ہوں کہ اگر انہوں نے فہرست رائے دہندگان میں اپنا اندراج نہیں کرایا ہے تو اپنا اندراج فوراً کرائیں۔ پول کیا جانے والا ہر ووٹ جمہوریت کے تانے بانے کو فروغ دیتا ہے۔ ڈاکٹر فاروق عبداللہ نے کہا کہ جموں وکشمیر میں جلد ہی پنچایتی اور بلدیاتی انتخابات منعقد ہونے جارہے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ ایسے تمام لوگ ووٹر فہرست میں اپنا نام درج کریں جنہوں نے آج تک ایسا نہیں کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ نیشنل کانفرنس نے جموں وکشمیر کے عوام کو ووٹ پرچی کا حق دلانے کیلئے بیش بہا قربانیاں پیش کیں اور یہی وہ جماعت ہے جس نے پورے ملک میں سب سے پہلے جموں وکشمیر میں **18** سال کی عمر سے ہی نوجوانوں کو ووٹ ڈالنے کا اہل بنایا جبکہ ملک میں یہ حد **21** سال تک تھی۔ ادھر ڈاکٹر فاروق عبداللہ نے ملک کے **76** ویں جمہوریہ پر ملک خصوصاً ریاستی عوام کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے کہا کہ جمہوریہ ہندوستان میں سبھی کو آئین کے تحت یکساں آئینی اور جمہوری حقوق حاصل ہوئے ہیں، جن پر حکومت کو سختی کیساتھ پابند رہ کر سبھی طبقوں کیساتھ انصاف اور مساوات جاری رکھنا چاہئے۔ نیشنل کانفرنس نے ہمیشہ آئینی اور جمہوری بالادستی کو مقدم ٹھہرایا ہے اور جمہوریت پر بھروسہ رکھ کر ہی ملک کیساتھ رشتے جوڑے ہیں اور ہمیں اُن ملک کے صف اول رہنماؤں، جنہوں نے ملک کو سامراج انگریز سے آزاد کرکے ایک آزاد اور خودمختار ملک بنایا اور ایک آئین بنا کر سبھی کو مذہبی آزادی دی ہے، اس پر من وعن عمل ہونا چاہئے۔

104

کی ریکارڈ کی گئی جبکہ مشہور سیاحتی مرکز پہلگام اور شہرہ آفاق گلمرگ، پلوامہ اور شوپیان سرد ترین جگہیں رہیں ادھر محکمہ موسمیات نے اگلے **24** گھنٹوں کے دوران موسم میں کوئی تبدیلی نہ آنے کے امکانات ظاہر کرتے ہوئے آئندہ کچھ دنوں تک موسم خشک رہنے کی پیشگوئی کی ہے۔ اسی دوران جموں میں بھی شدید سردی کی لہر جاری ہے۔ سی این آئی کے مطابق وادی کشمیر اور صوبائی علاقے لیہہ اور کرگل میں چلہ کلان کی شدید ترین سردی نے اپنی لپیٹ میں لیا ہے اور یخ بستہ ہواؤں کی وجہ سے شدید سردی کی لہر جاری ہے۔ محکمہ موسمیات کے حکام نے اس کی تصدیق کرتے ہوئے بتایا کہ رات کے دوران مطلع صاف رہنے اور دن میں کھلی دھوپ نکلنے کے باعث وادی کشمیر میں سردی کی لہر جاری ہے جبکہ آنے والوں دنوں میں شبانہ سردیوں میں مزید اضافہ ہو سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس دوران دن کے درجہ حرارت میں بہتری متوقع ہے جبکہ رات کے کم سے کم درجہ حرارت میں گروات درج ہونے کا ہی امکان ہے۔ وادی میں مطلع صاف رہنے کے باعث شبانہ درجہ حرارت ایک بار پھر نقطہ انجماد سے کافی نیچے گر گیا ہے۔ محکمہ موسمیات کے مطابق سرینگر میں کم سے کم درجہ حرارت منفی **4.1** ڈگری سیلشس درج کیا گیا جو گزشتہ شب سے کافی نیچے چلا گیا ہے۔ اسی طرح سے محکمہ موسمیات کے مطابق جنوبی کشمیر کے سیاحتی مرکز پہلگام میں کم سے کم درجہ حرارت منفی **5.8** ڈگری سینٹی گریڈ ریکارڈ کیا گیا جبکہ شہرہ آفاق گلمرگ میں کم سے کم درجہ حرارت منفی **0.9** ڈگری سینٹی گریڈ ریکارڈ کیا گیا جہاں گذشتہ شب کا درجہ حرارت منفی **5.8** ڈگری سینٹی گریڈ ریکارڈ ہوا تھا۔ اسی طرح سے محکمہ موسمیات کے مطابق سونہ مرگ میں کم سے کم درجہ حرارت منفی **0.6** ڈگری سینٹی گریڈ اور زوجیلا پر شبانہ درجہ حرارت منفی **26.6** ڈگری سینٹی گریڈ ریکارڈ ہوا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ کپوارہ میں کم سے کم درجہ حرارت منفی **8.4** ڈگری سینٹی گریڈ ریکارڈ کیا گیا جبکہ قاضی گنڈ میں کم سے کم درجہ حرارت منفی **4.4** ڈگری سینٹی گریڈ ریکارڈ کیا گیا۔ وہی جنوبی کشمیر کے بارے میں محکمہ موسمیات نے بتایا کہ پلوامہ، اننت ناگ، کولگام اور شوپیاں اضلاع میں کم سے کم درجہ حرارت بالترتیب منفی **8.5** ڈگری سینٹی گریڈ، منفی **4.5** ڈگری سینٹی گریڈ، منفی **3.4** ڈگری سینٹی گریڈ اور منفی **3.6** ڈگری سینٹی گریڈ ریکارڈ ہوا ہے۔ محکمہ نے بتایا کہ لیہہ میں کم سے کم درجہ حرارت منفی **13.0** ڈگری سینٹی، کرگل میں منفی **14.3** ڈگری اور دراس میں کم سے کم درجہ حرارت منفی **23.9** ڈگری سینٹی گریڈ ریکارڈ ہوا ہے۔ ترجمان کے مطابق جموں خطہ میں بھی درجہ حرارت میں کافی گراوٹ آئی ہے۔ محکمہ موسمیات کے مطابق جموں کشمیر اور لداخ میں سردی کی لہر میں مزید اضافہ ہوا ہے۔ محکمہ موسمیات نے بتایا کہ اگلے ایک ہفتے تک رات کے درجہ حرارت میں مزید کمی متوقع ہے۔ ادھر محکمہ موسمیات نے وادی کشمیر میں موسم میں کوئی تبدیلی نہ آنے کے امکانات ظاہر کرتے ہوئے اگلے **24** گھنٹوں میں موسم خشک رہنے کی پیشنگوئی کی ہے۔ ادھر شہر سرینگر سمیت وادی بھر میں سخت ترین ٹھنڈ جاری رہی اور دن کے وقت بھی لوگوں کو آنے جانے میں سخت پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا جبکہ رات کے وقت سردی کی شدت میں اضافہ ہونے کے بعد لوگ اضافی بسترے، کمبل، گرم ملبوسات اور روم ہیٹر و واٹر بوتل جیسی چیزیں خریدنے پر مجبور ہورہے ہیں اور متعلقہ دکاندار لوگوں کی مجبوری یا ضرورت کا خوب فائدہ اٹھا رہے ہیں اور انہوں نے یکایک ان سبھی چیزوں کی قیمتوں میں من مانے طور اضافہ کردیا ہے۔ وادی کشمیر میں گرچہ دن کے دوران ہلکی دھوپ کھلی رہتی ہے تاہم مطلع صاف رہنے سے شبانہ سردیوں کا زور تیز تر ہوا ہے۔ محکمہ موسمیات کے مطابق وادی میں اگلے **4** دنوں کے دوران دن کے درجہ حرارت میں بتدریج اضافہ جبکہ شبانہ درجہ حرارت میں **1** سے **3** ڈگری سینٹی گریڈ تک کی گراوٹ متوقع ہے۔

105

کوششیں کرنے کی ضرورت ہے۔ سی این آئی کے مطابق ایک مقامی انگریزی روزنامہ میں شائع خبر کے مطابق جموں میں ایک تقریب کے حاشیہ پر خطاب کرتے ہوئے لیفٹنٹ گورنر منوج سنہا نے کہا کہ جموں کشمیر میں دہشت گردوں کی مدد کرنے والوں کو سنگین نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا۔ انہوں نے کہا ''میں نے فورسز کو ہدایت کی ہے کہ کسی بے گناہ کو نقصان نہ پہنچے، لیکن مجرموں کو بخشا نہیں جائے گا۔ اگر کسی نے دہشت گردوں کو پناہ دی تو اس کے گھر کو زمین بوس کردیا جائے گا۔ اس پر کوئی سمجھوتہ نہیں کیا جائے گا''۔ انہوں نے کہا ''ہم اپنے لوگوں کو نشانہ بنانے میں دہشت گردوں یا ان کی مدد کرنے والوں کو نہیں چھوڑیں گے۔ ہم انہیں انصاف کے کٹہرے میں لائیں گے۔ عوام کو دہشت گردی کے مرتکب افراد کے خلاف اٹھ کھڑا ہونا چاہیے۔ سیکورٹی فورسز، انتظامیہ اور شہریوں کو دہشت گردی کے خاتمے کے لیے مل کر کام کرنا چاہیے۔'' لیفٹنٹ گورنر نے واضح کیا کہ دہشت گردوں یا ان کے حامیوں کے ساتھ کوئی نرمی نہیں برتی جائے گی۔ انہوں نے کہا ''میں نے سیکورٹی فورسز کو واضح ہدایات دی ہیں کہ بے گناہوں کو نقصان نہیں پہنچایا جانا چاہئے، اور جو لوگ دہشت گردی کی سرگرمیوں میں ملوث ہیں، انہیں بخشا نہیں جانا چاہئے۔'' لیفٹنٹ گورنر نے منشیات سے پاک جموں وکشمیر کیلئے حکومت کے عزم کو بھی دہرایا۔ انہوں نے کہا ''منشیات سے پاک جموں وکشمیر اس بات کو یقینی بنانے کی طرف ایک قدم ہے کہ ہمارے نوجوان اپنی حقیقی صلاحیتوں کا ادراک کریں اور محنت کے ساتھ اپنے مستقبل کو تشکیل دیں۔'' سنہا نے جموں وکشمیر کے نوجوانوں کو یقین دلایا کہ انہیں بااختیار بنانا حکومت کی اولین ترجیح ہے۔ انہوں نے کہا ''ہمارے نوجوان تخلیقی صلاحیتوں اور مثبت تبدیلی کی نڈر قوت ہیں۔ وزیر اعظم نریندر مودی کی قیادت میں جموں وکشمیر کے نوجوانوں کی امیدوں اور امنگوں کو پورا کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں''۔ انہوں نے نوجوانوں پر زور دیا کہ وہ جموں وکشمیر کے امن اور ترقی کیلئے ملک کے بانیوں کے نظریات پر عمل کرتے ہوئے ٹیم جذبے کے ساتھ کام کریں۔ لیفٹنٹ گورنر نے بیرونی اثرات سمیت خطے میں امن کو خراب کرنے کی کوشش کرنے والوں پر بھی تشویش کا اظہار کیا۔ انہوں نے کہا'' کچھ لوگ اب بھی یہاں کے امن کو خراب کرنے کی کوشش کررہے ہیں اور ہمارا پڑوسی بھی اس میں ملوث ہے۔ لیکن ہم پریشان نہیں ہیں۔ تاہم اسے روکنا پولیس اور سیکورٹی فورسز کے بس کا کام نہیں ہے۔ لوگوں کو آگے آنا چاہیے اور ان عناصر کی نشاندہی میں مدد کرنی چاہیے۔'' ادھر جموں میں قومی ووٹران دن کے موقعہ پر منعقدہ ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے لیفٹنٹ گورنر منوج سنہا نے کہا کہ لوک سبھا اور اسمبلی کے انتخابات میں ووٹروں کا تاریخی ٹرن آوٹ جموں وکشمیر کے لوگوں کے جمہوری اقدار پر پختہ اعتماد اور شہری شرکت کے نئے جذبے اور ایک نئے دور کی امید کی عکاسی کرتا ہے۔ لیفٹنٹ گورنر منوج سنہا نے کہا کہ جموں کشمیر میں جمہوریت پہلے سے کہیں زیادہ مضبوطی سے جڑیں پکڑ رہی ہے، جو لوگوں کی مرضی سے چل رہی ہے۔

□□□□

از نیابت گوم احمد پورہ

عنوان: درخواست منجانب جہانگیر احمد وانی پسر عبدالاحد وانی ساکنہ موضع ارچندرہامہ تحصیل سنگھ پورہ نسبت DOB سرٹیفکیٹ بحق دختر خود مبین جہانگیر

اشتہار بمراد آگاہی ہر خاص وعام

معاملہ مندرجہ عنوان الصدر کے نسبت کاغذات عدالت ہذا میں زیر کارروائی ہے۔ نیز مطابق بیان نمبردار ودو چوکیدار علاقہ سائل مذکور موضع ارچندرہامہ سنگھ پورہ میں ہی رہائش پذیر ہے۔ نیز مطابق اسکول ریکارڈ سائل مذکور کی دختر خود مبین جہانگیر مورخہ 20/02/2018 کو پیدا ہوئی ہے جسکے نسبت سائل مذکور اپنی دختر خود کے حق میں DOB سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کی خواہاں ہے لہٰذا اگر کسی شخص کو سرٹیفکیٹ ہذا اجرا کرنے میں کوئی عذر یا اعتراض ہو تو وہ ایک ہفتہ کے اندر اندر اپنے عذرات پیش کریں۔ معیاد گذرنے پر کوئی عذر یا اعتراض قابل قبول نہیں ہوگا۔ تحریر الصدر

نائب تحصیلدار گوم احمد پورہ

از نیابت کچھواری تحصیل خانصاحب با اجلاس محمد یاسین صاحب نائب تحصیلدار

عنوان: درخواست از جانب بلال احمد وگے ولد عبدالرزاق وگے ساکنہ کچھواری تحصیل خانصاحب اجرائی RBA سرٹیفکیٹ تحت ایس آر او ۲۹۴

اشتہار بمراد آگاہی ہر خاص وعام

معاملہ مندرجہ عنوان الصدر میں ہر خاص وعام کو بذریعہ اشتہار آگاہ کیا جاتا ہے کہ سائل نے ایک درخواست نسبت اجرائی RBA پیش کی ہے۔ جو کہ دفتر ہذا میں زیر کارروائی ہے۔ پٹواری حلقہ سے رپورٹ اور ریونیو ریکارڈ طلب کیا گیا ہے جس کے مطابق سائل کے تمام جائیداد منقولہ وغیر منقولہ موضع کچھواری میں موجود ہے اور تاحال کبھی بھی وہ علاقہ ہذا سے ترک سکونت نہیں کی ہے۔ کنبے کی زرعی وغیر زرعی آمدنی ماہوار 85378 روپے تک ہے۔ اور کنبہ ۱۰/۱ افراد پر مشتمل ہے۔ اور تفصیل افراد کنبہ بذیل درج ہے۔

نام افراد کنبہ	عمر	پیشہ	رشتہ	آمدنی
عبدالرزاق وگے	۵۳	سرکاری ملازم	سربراہ	83295
حمیدہ بانو زوجہ عبدالرزاق وگے	۵۰	گھریلو کام		
بلال احمد وگے پسر۔۔۔	۲۸	زیر تعلیم		
رئیس احمد پسر۔۔۔	۲۳	۔۔۔		

قبل اسکے کہ درخواست سائل پر مزید کارروائی عمل میں لائی جائے لہٰذا اگر کسی شخص کو سرٹیفکیٹ ہذا اجرا کرنے میں کوئی عذر یا اعتراض ہو تو وہ ایک ہفتہ کے اندر اندر اپنے عذرات پیش کریں۔ معیاد گذرنے پر کوئی عذر یا اعتراض قابل قبول نہیں ہوگا۔ تحریر الصدر

نائب تحصیلدار کچھواری

اتر ریلوے

ای۔ نیلامی نوٹس

صدر جمہوریہ ہند کی جانب سے سینئر ڈویژنل کمرشیل منیجر/مال بھاڑہ شمالی ریلوے، فیروز پور کے ذریعے نیچے دیئے گئے کام کیلئے اہل اور رجسٹرڈ بولی دہندگان سے فیروز پور ڈویژن میں ای۔ نیلامی طلب کی جاتی ہے:

نیلامی فہرست نمبر	نیلامی شروع ہونے کا وقت اور تاریخ	کام کا نام
EAFZR-SLR25-16	10/02/2025 کو 11:00 Hrs.	گاڑیوں میں پارسل اسپیس کو لیز پر دینے کا ٹھیکہ (ٹرین نمبر/ایس ایل آر کمپارٹمنٹ: 14612/F1, 12014/F1, 14634/F2, 14634/R1, 14633/R1, 12030/F1, 12266/F1, 14633/F1, 14633/F2 & 14634/F1.
EAFZR-SLR25-17	11/02/2025 کو 11:00 Hrs.	گاڑیوں میں پارسل اسپیس کو لیز پر دینے کا ٹھیکہ (ٹرین نمبر/ایس ایل آر کمپارٹمنٹ: 12470/F1, 14508/R1, 12752/F1, 22430/F1, 19028/F1, 22486/F1, 14508/F1, 14654/R1, 14654/F1 & 14508/F2.

270/25 تفصیلی معلومات اور رجسٹریشن کیلئے براہ کرم ریلوے کی ویب سائٹ www.ireps.gov.in پر جائیں۔

گراہکوں کی خدمت میں مسکان کے ساتھ

OFFICE OF THE NAIB TEHSILDAR HARWAN SRINAGAR

SUBJECT : PRUNING OF CHINAR TREE OF GHULAM RASOOL SHEIKH S/O GHULAM MOHAMMAD SHEIKH R/O MERAK ABAD SHALIMAR SGR

NOTICE

REGARDING THE SUBJECT MATTER IN THIS CONNECTION, THE ORDER HAS BEEN ISSUED FROM THE OFFICE DY.COMMISSIONER VIDE NO. DCS/CHINAR-TREE/24-25,DATED 18-01 2025. IN THIS CONNECTION , A NOTICE HAS BEEN PUBLISHED FOR AUCTION OF PURNING OF BRANCHES OF SAID CHINAR TREE, WHICH WILL BE CONDUCTED ON 01-02-25 [SATURDAY] AT 11.00 AM UNDER THE SUPERVISION OF NAIB TEHSILDAR HARWAN & DISTRICT FLORICULTURE OFFICER AT MOTI MOHALLA MERAK ABAD SHALIMAR SGR IN SCHEDULED DATE AND TIME.

NAIB TEHSILDAR HARWAN

Government of Jammu & Kashmir

OFFICE OF THE EXECUTIVE ENGINEER (R&B) DIVISION CHADOORA

NOTICE INVITING TENDERS
Single Cover System
ENIT NO. 66 OF R&B /CHADOORA/ 6033-42 of 2024-25 DATED: 25/01/2025
SINGLE COVER SYSTEM

For and on behalf of the Lt. Governor, UT J&K, e-tenders (In single cover system) are invited on Percentage basis from approved and eligible Contractors registered with J&K Govt., CPWD, Railways and other State/Central Governments for the following works:-

S. No	Name of Work	Advt. Cost	Cost	E/M	Time	MH	Class
1	Construction of mini shopping complex at MC Chadoora (Ph-1st).	72.11	1600/-	144220	Two working Season	FC Grants	AAY

1. The Bidding documents consisting of qualifying information, eligibility criteria, specifications, Drawings, bill of quantities (B.O.Q), Set of terms and conditions of contract and other details can be seen/downloaded from the departmental website www.jktenders.gov.in as per schedule of dates given below:-

1	Date of Issue of Tender Notice	25/01/2025
2	Period of downloading of bidding documents	25/01/2025
3	Bid submission Start Date	25/01/2025
4	Bid Submission End Date	05/02/2025 upto 4.00 PM.
5	Date & time of opening of Technical Bids	06/02/2025 at 4.10 AM in the office of Executive Engineer R&B Division Chadoora

2. Bids must be accompanied with cost of Tender document in shape of Treasury Challan (deposited in MH: 0059) in favour of Executive Engineer R&B Division Chadoora (tender inviting authority) and Earnest money / Bid security in shape of CDR/FDR/BG pledged to Executive Engineer R&B Division Chadoora (tender receiving authority).

Note:- The Date of Treasury Challan and Earnest Money / Bid security must be between the date of start of bid and Bid Submission End date. Any deviation shall render the bidder as Non-responsive.

2.1 The 1st lowest bidder has to produce an amount equal to 5% of contract as Performance Security in the shape of CDR/FDR/BG in favour of Executive Engineer R&B Division Chadoora within 07 (Seven) days after the date of receipt of letter of acceptance and shall be released after successful completion of DLP. The Bank Guarantee should be valid for beyond bid validity.

3. At the time of tendering, all bidders must upload earnest money/bid security equal to 2% of the Advertised Cost in the form of CDR/FDR/BG pledged to the tender receiving authority, i.e., Executive Engineer R&B Division Chadoora. Besides that, the successful bidder will have to provide Performance Security in the shape of CDR/FDR/BG @ 5% at the time of contract award, strictly in accordance with the Government's circular instructions from time to time. The earnest money/bid security of 2% will be released to the successful bidder only after the submission of a Performance Security of 5% of the total cost, which will be released after successful completion of the DLP/Maintenance Period.

4. The date and time of opening of Financial Bids of a responsive bidder shall be notified on Web Site www.jktenders.gov.in and conveyed to the bidders automatically through an e-mail message on their e-mail address.

5. The bids for the work shall remain valid for a period of 120 days from the date of opening of Technical bids.

6. The bidders are advised to use legal registration card for e-tendering. If any bidder was found to have fake registration card for his bid, penalty under rules shall be imposed on the bidder for hurdling the tendering process and the fake registration card will be forwarded to concerned authorities for strict action.

Sd/- Executive Engineer
R&B Division Chadoora

DIPK-11244/24
Dtd. 26-01-2025

OFFICE OF THE EXECUTIVE ENGINEER R&B DIVISION TANGDAR

Subject: Cancellation of 1st fresh E-NIT No 104 of 2024-25 Endtt No: 4890-4900, Dtd: 23.01.2025.
The above mentioned E-NIT is hereby cancelled.

Sd/-
Executive Engineer
R&B Div. Tangdar

DIPK-11250/24
Dtd. 26-01-2025

خاندان کا ادارہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار کیوں؟

تحریر۔شاہنواز فاروقی

ایک وقت تھا کہ خاندان ایک مذہبی کائنات تھا۔ ایک تہذیبی واردات تھا۔ محبت کا قلعہ تھا۔ نفسیاتی حصار تھا۔ جذباتی اور سماجی زندگی کی ڈھال تھا...... ایک وقت یہ ہے کہ خاندان افراد کا مجموعہ ہے۔ چنانچہ جون ایلیا نے شکایت کی ہے۔

مجھ کو تو کوئی ٹوکتا بھی نہیں
یہی ہوتا ہے خاندان میں کیا

ٹوکنے کا عمل اپنی نہاد میں ایک منفی عمل ہے۔ مگر آدمی کسی کو ٹوکتا بھی اسی وقت ہے جب اُس سے اس کا ''تعلق'' ہوتا ہے۔ جون ایلیا کی شکایت یہ ہے کہ اب خاندان سے ٹوکنے کا عمل بھی رخصت ہوگیا ہے۔ یہی خاندان کے افراد کا مجموعہ بن جانے کا عمل ہے۔ لیکن خاندان کا یہ ''نمونہ'' بھی بڑی نعمت ہے۔ اس لیے کہ بہت سی صورتوں میں اب خاندان افراد کا مجموعہ بھی نہیں رہا۔ اسی لیے شاعر نے شکایت کی ہے۔

اک زمانہ تھا کہ سب ایک جگہ رہتے تھے
اور اب کوئی کہیں کوئی کہیں رہتا ہے

بعض لوگ اس طرح کی باتوں کو مشترکہ خاندانی نظام کے ٹوٹ جانے کا سانحہ سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسلام مشترکہ خاندانی نظام پر نہیں صرف خاندان پر اصرار کرتا ہے۔ مشترکہ خاندانی نظام ٹوٹ رہا ہے تو اپنی خرابیوں کی وجہ سے ٹوٹ رہا ہے اور اسے ٹوٹ ہی جانا چاہیے۔ اور اب اگر لوگ الگ گھر بنا کر رہ رہے ہیں تو اس میں اعتراض کی کون سی بات ہے! لیکن مسئلہ یہ نہیں ہے کہ اب کوئی کہیں، کوئی کہیں رہتا ہے، بلکہ یہ ہے کہ جو جہاں بھی رہتا ہے محبت کے ساتھ دوسرے سے نہیں ملنا چاہتا۔ ایک وقت تھا کہ لوگ کسی ضرورت کے تحت خاندان سے سیکڑوں بلکہ ہزاروں میل دور جاکر آباد ہوجاتے تھے، مگر یہ فاصلہ صرف جغرافیائی ہوتا تھا...... نفسیاتی، ذہنی اور جذباتی نہیں ہوتا تھا۔ اب لوگ ایک گھر میں رہتے ہیں تو ان کے درمیان ہزاروں میل کا نفسیاتی، جذباتی اور ذہنی فاصلہ ہوتا ہے......

اور یہی فاصلہ اصل خرابی ہے، یہی فاصلہ خاندان کی ٹوٹ پھوٹ کی علامت ہے، یہی ہمارے عہد کا ایک بڑا انسانی المیہ ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اس المیے کی وجہ کیا ہے؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ خاندان اپنی اصل میں ایک مذہبی تصور ہے۔ کائناتی سطح کے مفہوم میں مرد اللہ تعالیٰ کی ذات اور عورت اللہ تعالیٰ کی صفت کا مظہر ہے، چنانچہ شادی کا ادارہ ذات اور صفت کے وصال کی علامت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں شادی کی غیر معمولی اہمیت ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کو نصف دین کہا ہے۔ مرد اور عورت کے تعلق کی اسی نوعیت کی وجہ سے اسلام طلاق کو سخت ناپسند کرتا ہے، کیونکہ اس سے انسانی سطح پر ذات اور صفت میں علیحدگی ہوجاتی ہے۔ لیکن مرد اور عورت کے اس تعلق کا مرکز اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اسی ذات نے انسانوں کو ''جوڑے'' کی صورت میں پیدا کیا۔ اسی ذات نے زوجین کے درمیان محبت پیدا کی۔ اسی ذات نے بچوں کی پیدائش کو عظیم نعمت اور رحمت میں تبدیل کیا اور اسی ذات نے بچوں کی پرورش پر بے پناہ اجر رکھا۔ مذہبی معاشروں میں خاندان کا یہ تصور انسانوں کے شعور میں پوری طرح راسخ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ خاندان کا ادارہ لاکھوں یا ہزاروں سال کا سفر طے کرنے کے باوجود بھی نہ صرف یہ کہ باقی اور مستحکم رہا بلکہ اس میں کروڑوں انسان ایک حسن و جمال اور ایک گہری رغبت بھی محسوس کرتے رہے۔ لیکن جیسے ہی خدا انسانوں کے باہمی تعلق سے غائب ہوا خاندان کا ادارہ اضمحلال، انتشار اور انہدام کا شکار ہوگیا۔

مذہب کی وجہ سے خاندان کے ادارے کی ایک تقدیس تھی۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سایہ تھا۔ اس میں کائناتی سطح کی معنویت تھی جس کا کچھ نہ کچھ ابلاغ بہت کم پڑھے لکھے لوگوں تک بھی کچھ نہ کچھ ضرور ہوتا تھا۔ مذہبی بنیادوں کی وجہ سے خاندان میں ایک برکت تھی اور اس کے ساتھ اجر و ثواب کے درجنوں تصورات وابستہ تھے۔ لیکن خدا کے تصور کے منہا ہوتے ہی اور مذہب سے رشتہ توڑتے ہی خاندان اچانک صرف ایک حیاتیاتی، سماجی اور معاشی حقیقت بن گیا۔ یعنی انسان محسوس کرنے لگے کہ خاندان انسانی نسل کی بقا اور تسلسل کے لیے ضروری ہے۔ خاندان نہیں ہوگا تو انسانی نسل فنا ہوجائے گی۔ خاندان کے خالص حیاتیاتی تصور نے مرد اور عورت کے باہمی تعلق کو صرف جسمانی تعلق تک محدود کردیا۔ اس تعلق کی اہمیت تو بہت تھی مگر اس میں معنی کا فقدان تھا، اور اس سے کوئی تقدیس وابستہ نہ تھی۔ خدا اور مذہب سے بے نیاز ہوتے ہی انسان کو محسوس ہونے لگا کہ خاندان صرف ہماری سماجی ضرورت ہے۔ انسان ایسی حالت میں پیدا ہوتا ہے کہ اسے طویل عرصے تک ماں باپ اور دوسرے خاندانی رشتوں کی ''ضرورت'' ہوتی ہے، لیکن ضرورت ایک ''مجبوری'' اور ایک ''جبر'' ہے اور اس کی کوئی اخلاقیات نہیں۔ چنانچہ مغربی دنیا میں کروڑوں انسانوں نے اس مجبوری اور جبر کے طوق کو گلے سے اتار پھینکا۔ انسان صرف سماجی نفسیات کا اسیر ہوجاتا ہے تو اس سے ''معاشی ضرورت'' کے نمودار ہونے میں دیر نہیں لگتی، اور معاشی ضرورت دیکھتے ہی دیکھتے سماجی ضرورت کو بھی ''ثانوی ضرورت'' بنا دیتی ہے۔ خاندان کے ادارے کے حوالے سے یہی ہوا۔ خاندان کے سماجی ضرورت ہونے کے تصور سے معاشی ضرورت کا تصور نمودار ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے خاندان کے ادارے کے تشخص کا نمایاں ترین پہلو بن گیا۔

خاندان کے ادارے کے حوالے سے خدا اور مذہب کے بعد سب سے زیادہ اہمیت محبت کے تصور کو حاصل ہے۔ محبت انسانی زندگی میں کتنی اہم ہے اس کا اظہار میر تقی میر نے اس سطح پر کیا ہے جس سے بلند سطح کا تصور ذرا مشکل ہے۔ میر نے کہا ہے۔

محبت نے کاڑھا ہے ظلمت سے نور
نہ ہوتی محبت نہ ہوتا ظہور

میر نے اس شعر میں محبت کو پوری کائنات کی تخلیق کا سبب قرار دیا ہے۔ محبت نہ ہوتی تو یہ کائنات ہی وجود میں نہ آتی۔ محبت کے حوالے سے میر کا ایک اور شعر بے مثال ہے۔ انہوں نے کہا ہے۔

محبت مسبّب محبت سبب
محبت سے ہوتے ہیں کارِ عجب

محبت کے ''کارِ عجب'' کرنے کی صلاحیت کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ ہر انسان ایک دوسرے سے مختلف کائنات ہوتا ہے، لیکن محبت شادی کی صورت میں دو کائناتوں کو اس طرح ایک کردیتی ہے کہ ان کے درمیان کوئی تضاد اور کوئی کشمکش باقی نہیں رہتی۔ یہ عمل معجزے سے کم نہیں، مگر محبت نے اس معجزے کو تاریخ و تہذیب کے سفر میں اتنا عام کیا ہے کہ یہ معجزہ کسی کو معجزہ ہی نظر نہیں آتا۔

بچوں کو پالنا دنیا کا مشکل ترین کام ہے۔ اس میں ماں باپ کی شخصیت کی اس طرح نفی ہوتی ہے کہ اس کا بوجھ اٹھانا آسان نہیں۔ بچوں کی پرورش ماں باپ کی نیندیں حرام کردیتی ہے، ان کا آرام چھین لیتی ہے، ان کی ترجیحات کو تبدیل کردیتی ہے۔ لیکن ماں باپ کی محبت ہر قربانی کو سہل کردیتی ہے۔ ماں باپ کے دل میں بچوں کے لیے محبت نہ ہو تو وہ بچوں کو پالنے سے انکار کردیں، یا ان کو ہلاک کر ڈالیں۔ لیکن محبت، بے پناہ مشقت کو بھی خوشگوار بنادیتی ہے اور انسان کو تکلیف میں بھی ''راحت'' محسوس ہونے لگتی ہے، پریشانی بھی بھلی معلوم ہوتی ہے، قربانی میں بھی بے پناہ لطف کا احساس ہوتا ہے۔ بچوں کو ماں باپ کی محبت کا جو تجربہ ہوتا ہے وہ ان کی شخصیت کو ایسا بنادیتا ہے کہ جب ماں باپ بوڑھے ہوجاتے ہیں تو اکثر بچے اسے لوٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ محبت ہی ہے جو بچوں ہی نہیں بڑوں کو بھی اس لائق بناتی ہے کہ وہ اپنے وقت، خوشیوں اور وسائل میں دوسروں کو شریک کریں۔ لیکن مغرب میں

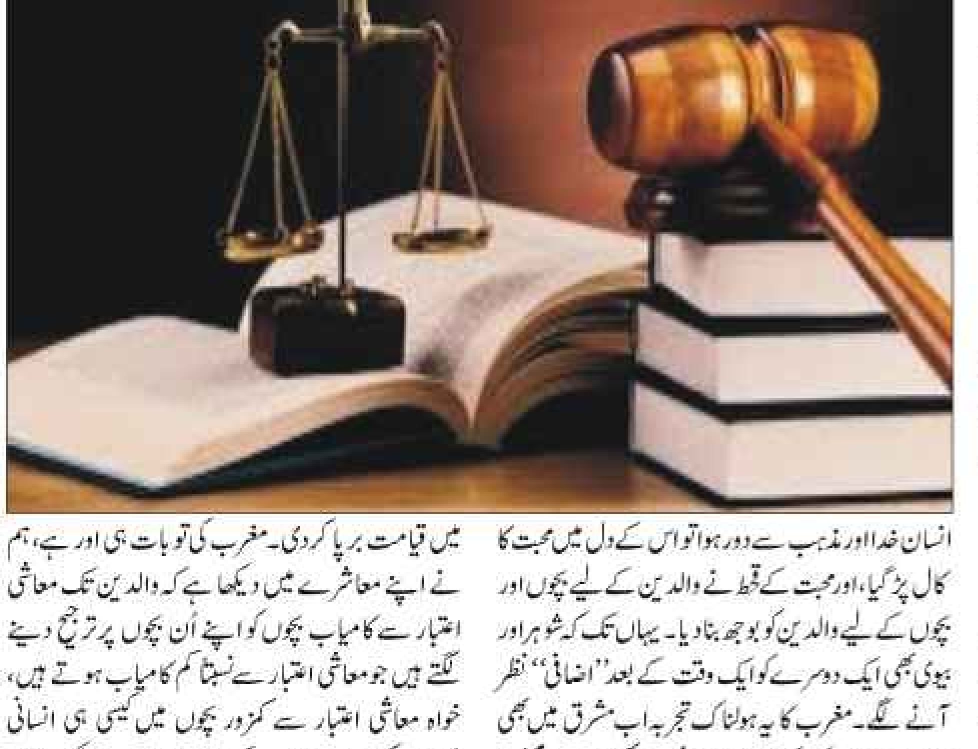

انسان خدا اور مذہب سے دور ہوا تو اس کے دل میں محبت کا کال پڑ گیا، اور محبت کے قحط نے والدین کے لیے بچوں اور بچوں کے لیے والدین کو بوجھ بنادیا۔ یہاں تک کہ شوہر اور بیوی بھی ایک دوسرے کو ایک وقت کے بعد ''اضافی'' نظر آنے لگے۔ مغرب کا یہ ہولناک تجربہ اب مشرق میں بھی عام ہے، یہاں تک کہ اسلامی معاشرے بھی اس سے محفوظ نہیں۔ اس سلسلے میں اسلامی اور غیر اسلامی معاشروں میں فرق یہ ہے کہ غیر اسلامی معاشروں میں خدا اور مذہب لوگوں کی زندگی سے یکسر خارج ہوچکے ہیں، جبکہ اسلامی معاشروں میں مذہب آج بھی اکثر لوگوں کے لیے ایک زندہ تجربہ ہے۔ البتہ جدید دنیا کے رجحانات کا دباؤ اتنا شدید ہے کہ مسلم معاشروں میں بھی مذہب پیش منظر سے پس منظر میں چلا گیا ہے۔ چنانچہ مسلم معاشروں میں بھی خاندان کا ادارہ اضمحلال، انتشار اور انہدام کا شکار ہو رہا ہے۔

مادی دنیا حقیقی خدا کے انکار تک محدود نہ رہی بلکہ اس نے دولت کی صورت میں اپنا خدا پیدا کرکے دکھایا، اور وہ معاشرے جو کبھی ''خدا مرکز'' یا God Centric تھے وہ دولت مرکز یا Money entric بنتے چلے گئے۔ ان معاشروں میں دولت ہر چیز کا نعم البدل بن گئی۔ اس نے حسب نسب کی صورت اختیار کرلی۔ وہی شرافت اور نجابت کا معیار ٹھیری۔ اسی سے علم و ہنر منسوب ہوگئے، اسی سے انسانوں کی اہمیت کا تعین ہونے لگا، اسی نے خوشی اور غم کی صورت اختیار کرلی۔ یہاں تک کہ دولت ہی ''تعلق'' بن کر رہ گئی۔ دولت کی اس بالادستی اور مرکزیت نے معاشروں میں قیامت برپا کردی۔ مغرب کی تو بات ہی اور ہے، ہم نے اپنے معاشرے میں دیکھا ہے کہ والدین تک معاشی اعتبار سے کامیاب بچوں کو اپنے اُن بچوں پر ترجیح دینے لگتے ہیں جو معاشی اعتبار سے نسبتاً کم کامیاب ہوتے ہیں، خواہ معاشی اعتبار سے کمزور بچوں میں کیسی ہی انسانی خوبیاں کیوں نہ ہوں۔ پاکستان اور دوسرے ملکوں میں مشرق وسطیٰ جانے کا رجحان پیدا ہوا تو کروڑوں لوگ اپنے خاندانوں کو چھوڑ کر بہتر معاشی مستقبل کے لیے عرب ملکوں میں جا آباد ہوئے۔ یہ لوگ دس پندرہ اور بیس سال کے بعد لوٹے تو ان کے پاس دولت تو بہت تھی مگر وہ اپنے بچوں کے لیے تقریباً اجنبی تھے۔ یہاں تک کہ ان کی بیویوں اور ان کے درمیان بھی ''نیم اجنبی'' کا تعلق استوار ہوچکا تھا۔

انسانوں کی شخصیتوں کی جڑیں معاشیات میں اتنی گہری پیوست ہوگئیں کہ ہم نے متوسط طبقے کے بہت سے بچوں کو یہ کہتے سنا کہ ہمیں ہمارے باپ نے دیا ہی کیا ہے؟ حالانکہ ان کے پاس شرافت کی دولت تھی، ایمان داری کا سرمایہ تھا، علم کی میراث تھی، تخلیقی رجحانات کا ورثہ تھا۔ لیکن انہیں ان میں سے کسی چیز کی موجودگی کا شعور نہ تھا، کسی چیز کی موجودگی کا احساس نہ تھا۔ انہیں شعور اور احساس تھا تو صرف اس چیز کا کہ ان کے پاس دولت نہیں ہے۔ کار اور کوٹھی نہیں ہے۔ بینک بیلنس نہیں ہے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ شادی بیاہ کے معاملات میں دولت تقریباً واحد معیار بن چکی ہے۔ اس سلسلے میں مذہبی اور سیکولر کی کوئی تخصیص نہیں۔ دولت کے حمام میں سب ننگے ہیں۔ اس کے بعد بھی لوگ سوال کرتے ہیں کہ خاندان کا ادارہ کیوں کمزور پڑ رہا ہے!

کیوں مسلمان ہوئے

-ڈاکٹر عبدالغنی فاروق-
حسین رؤف (انگلستان)۔

جب کوئی شخص اپنے آبائی اور نسلی مذہب کو چھوڑ کر نیا دین اختیار کرتا ہے تو اس کے پس پردہ عموماً جذباتی، فکری یا سماجی عوامل کارفرما ہوتے ہیں، لیکن جہاں تک میری افتادِ طبع کا تعلق ہے، میں اس معاملے میں کبھی جذباتیت کا شکار نہیں ہوا، بلکہ خالص فکری اور سماجی بنیادیں تھیں جنہوں نے بالآخر مجھے اسلام کی آغوش میں لا ڈالا جب کہ اس سے قبل میں نے دنیا بھر کے تمام مذاہب کے دعاوی، الہامی کتب اور نتائج فکر کا ایک ایک پہلو کھنگال ڈالا تھا۔

میرے والد رومن کیتھولک تھے جب کہ والدہ یہودی تھیں۔ تعلیم اور تربیت چرچ آف انگلینڈ کے اصولوں کے مطابق ہوئی، یوں بیک وقت تین مذاہب سے میرا تعارف ہوگیا۔ میری تشکیک کا آغاز اس وقت ہوا جب میں نے یہودیت اور عیسائیت کے عقائد کا موازنہ کیا۔ میرے وجدان نے مقدس اوتار کے تصور اور کفارے کے عقیدے کو ماننے سے صاف انکار کردیا، بلکہ میں تو سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی ذہین انسان نہ تو بائبل کے بلند آہنگ اور تہہ در تہہ دعاوی سے مطمئن ہوسکتا ہے نہ وہ خدا کے روایتی تصور پر مبنی چرچ آف انگلینڈ کے ان تعلیمات کو قبول کرسکتا ہے جن میں عقل و شعور پر مبنی کسی زندہ نظریہ عبادت کا وجود نہیں۔

جہاں تک یہودیت کا تعلق ہے اگرچہ بائبل کی مختلف کتابوں میں اس کا تناسب گھٹتا بڑھتا رہتا ہے تاہم یہاں میں نے خدا کا خاصا باوقار تصور پایا ہے اور اس کی قدیم اصلیت ابھی برقرار ہے، چنانچہ میں نے یہودیت کے کئی اجزا کو قبول کرلیا مگر بعض کو یکسر مسترد کردیا۔ مثال کے طور پر اگر اس کے تمام اصولوں اور سفارشوں کو قبول کرلیا جائے تو دنیاوی و مادی زندگی کے لیے بہت کم گنجائش رہ جاتی ہے۔ ثانیاً ذہن کو رسوم و روایات اور مصنوعی تصورات کے ایک لمبے سلسلے کا پابند بنانا پڑتا ہے اور سب سے بڑی قباحت تو یہ ہے کہ یہودیت ایک نسلی مذہب ہے اور محدود طبقے سے تعلق رکھتا ہے۔ مختلف انسانی گروہوں کے درمیان اختلافات کی خلیج وسیع کرتا ہے۔

میں نے چرچ آف انگلینڈ کے طریق عبادت اور تصورات کو قریب سے دیکھا تھا اور یہودیت کی مذہبی رسوم کا بغور مشاہدہ کیا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ میرے ذہن نے دونوں میں سے کسی کو قبول نہ کیا۔ رومن کیتھولک میں، میں نے پُراسراریت کا غلبہ پایا اور انسانی وقار و احترام کو توہمات تلے کراہتے دیکھا۔ یہاں ایک طرف تو انسان کو پیدائشی گناہ گار کہا جاتا ہے مگر دوسری طرف پوپ اور اس کے حواری معصوم عن الخطا قرار دیے گئے ہیں۔

اکتا کر میں نے ہندو فلاسفی کا مطالعہ شروع کیا اور اپنشد اور وید کو بنیاد بنایا، مگر نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات یعنی کچھ چیزوں میں نے احترام کی نظر سے دیکھا مگر اکثر باتوں کو رد کردیا۔ معاشرتی برائیوں کا ہندو تعلیمات کوئی حل پیش نہیں کرتیں۔ برہمن کو غیر معمولی تقدس اور ان گنت سہولتوں کا مستحق ٹھہرایا گیا مگر اچھوت کو زندہ درگور کردیا گیا ہے، کسی مذہب میں بھی انسانی توہین کی وہ مثال نہیں ملتی جس کا نمونہ ہندو مت میں نظر آتا ہے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ سارا الزام خدا کے سر تھوپا جاتا ہے کہ یہ سب کچھ اس کی مرضی کے مطابق ہو رہا ہے۔

بدھ مت نے مجھے انسانی ذہن اور اس کے طریق کار کو سمجھنے میں مدد دی۔ میں نے اندازہ کیا کہ ضروری قسم کی قربانیاں دی جائیں تو مظاہر فطرت کا ادراک بالکل کسی کیمیائی تجربے کی طرح حاصل ہوسکتا ہے۔ یوں لگتا ہے کہ بدھ مت ذات پات کے نظریے کا محض ردعمل ہے۔ لیکن اس میں ان اخلاقی تعلیمات کا فقدان ہے جو ہندو مت میں پائی جاتی ہیں۔ بدھ مت میں مافوق الانسان قوتیں تو حاصل ہوسکتی ہیں مگر مجھے بہت جلد پتا چل گیا کہ ان قوتوں کا روحانیت سے کوئی تعلق نہیں بلکہ سائنس کا ایک شعبہ ہے جو اخلاقیات کو سہارا تو نہیں دیتا محض اعلیٰ درجے کی تفریح کا باعث بنتا ہے۔ جذبات کو دبا دینا اور تمام خواہشات کو تابع کرلینا یہ کام تو زینو (زینو یونان کا ایک فلسفی (265-336 قبل مسیح) جس کا نقطہ نظر یہ ہے کہ سب انسان برابر ہیں اور مثالی زندگی یہ ہے کہ کسی شخص کو کوئی پریشانی لاحق نہ ہو۔) کے پیروکار بھی کرتے تھے۔ پھر بدھ ازم میں خالق کائنات کا کہیں تصور نہیں ملتا محض ذاتی نجات کی خاطر تگ و دو کی جاتی ہے اور اس کا انداز بھی سراسر غیر فطری اور مصنوعی ہے۔ ٹالسٹائی کی عیسائیت کی مانند کم از کم نظریاتی اعتبار سے بدھ ازم دنیا کی رہنمائی کرسکتا تھا، مگر جس طرح عیسائیت مسیح علیہ السلام کے اقوال تک محدود ہو کے رہ گئی، اسی طرح بدھ ازم محض زبانی جمع خرچ کا ایک نمونہ بن گیا اور بس۔

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب کچھ مذاہب نظریاتی اعتبار سے دنیا کے لیے باعث نجات ہوسکتے تھے تو عملی میدان میں وہ ایسا کرنے سے کیوں قاصر رہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ مذاہب ایک محدود طبقے کے لیے تھے، عوام تک ان کی رسائی نہیں تھی۔ عیسائیت اور بدھ ازم کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ ان مذاہب کے بانیوں نے سماجی مسائل کو چھوا تک نہیں، وجہ یہ ہے کہ وہ انہیں اہمیت ہی نہیں دیتے تھے۔ مسیح اور بدھ دونوں نے ترک دنیا کی تعلیم دی ہے اور خدا کو پانے کے لیے بھی ذات کو پسندیدہ اور لازمی قرار دیا ہے۔ ''وائزاگیام یعنی برائی کی مزاحمت نہ کرو، کل کی فکر نہ کرو، یا بھیک کے کشکول کی عظمت'' جیسے خیالات کتنے ہی بلند کیوں نہ ہوں اور جو لوگ ان پر کاربند ہوتے ہیں ان کی کتنی ہی تعظیم کیوں نہ کی جائے مگر ان تعلیمات کی کوئی سماجی حیثیت یا اہمیت نہیں ہے کہ نہ تو ایک عام آدمی ان پر عمل پیرا ہوسکتا ہے نہ ان سے کسی غریب کسان یا مزدور کے دکھوں میں کوئی کمی ہوسکتی ہے، ان میں شاید روحانی تسکین کا کوئی پہلو تو موجود ہو مگر سماجی فوائد کے اعتبار سے یہ بے کار محض ہیں۔

یہ بات آپ کو خاصی عجیب لگے گی کہ عرب ممالک میں رہنے کے باوجود اسلام سے میرا تعارف بس سرسری اور سطحی نوعیت کا تھا اور میں نے جتنی گہری توجہ دوسرے مذاہب پر صرف کی اسلام کا حصہ اس میں صفر کے برابر ہے۔ میں نے اس وقت تک صرف راڈویل کا ترجمہ، قرآن مجید پڑھا تھا اور اس سے کوئی خاص تاثر نہیں لیا تھا۔ معاملہ تو اُس وقت آگے بڑھا جب لندن میں میری ایک بہت اچھے مسلمان مبلغ سے ملاقات ہوئی۔ اس وقت مجھے احساس ہوا کہ غیر مسلموں کو اسلام کے قریب لانے کے لیے عرب ملکوں میں کچھ نہیں ہوا حالانکہ اگر اس سمت میں کام ہوتا تو اس کے بڑے خوش گوار نتائج سامنے آسکتے تھے۔

بہر حال میں نے مسلمان مصنفین کی کتابوں کا مطالعہ کیا اور ایک مسلمان کا ترجمہ قرآن پڑھا تو مجھ پر انکشاف ہوا کہ مجھے میری منزل مل گئی ہے اور میں سالہا سال سے اسی گوہر مقصود کا متلاشی تھا۔ 1945ء کی ایک عید کے موقع پر

اور اس سے کوئی خاص تاثر نہیں لیا تھا۔ معاملہ تو اُس وقت آگے بڑھا جب لندن میں میری ایک بہت اچھے مسلمان مبلغ سے ملاقات ہوئی۔ اس وقت مجھے احساس ہوا کہ غیر مسلموں کو اسلام کے قریب لانے کے لیے عرب ملکوں میں کچھ نہیں ہوا حالانکہ اگر اس سمت میں کام ہوتا تو اس کے بڑے خوش گوار نتائج سامنے آسکتے تھے۔
بہر حال میں نے مسلمان مصنفین کی کتابوں کا مطالعہ کیا اور ایک مسلمان کا ترجمہ قرآن پڑھا تو مجھ پر انکشاف ہوا کہ مجھے میری منزل مل گئی ہے اور میں سالہا سال سے اسی گوہر مقصود کا متلاشی تھا۔ 1945ء کی ایک عید کے موقع پر

میں بیان نہیں کرسکتا کہ اسلام سے اس باقاعدہ اور عملی تعارف نے میرے دل و دماغ پر کیا تاثرات چھوڑے۔ یہاں مجھے وہ سب کچھ نظر آیا جو کسی بھی دوسرے مذہب میں نہیں تھا۔ آپ میری سوچوں کا اندازہ اس امر سے لگا سکتے ہیں کہ میں نے دنیا بھر کے مذاہب کا تفصیلی مطالعہ کیا مگر کسی میں کشش نظر نہ آئی مگر اسلام نے بہت تھوڑے عرصے میں مجھے اپنی طرف کھینچ لیا اور میں مسلمانوں کی عظیم عالمی برادری کا باقاعدہ رکن بن گیا۔

متذکرہ بالا تصریحات سے یہ بات تو سامنے آگئی کہ میں مسلمان کیوں ہوا مگر یہ وضاحت نہیں ہوئی کہ مجھے مسلمان ہونے پر فخر کیوں ہے؟ دراصل فخر و ناز کا احساس مجھے وقت اور تجربے نے عطا کیا۔ میں نے اسلامی تہذیب و ثقافت کی تعلیم ایک انگریزی یونیورسٹی میں حاصل کی۔ یہاں مجھے پتا چلا کہ یورپ کو قرونِ مظلمہ (Dark Age) سے نکالنے والا اسلام تھا۔ تاریخ نے مجھے بتایا کہ دنیا میں مسلمانوں نے کتنی عظیم و پرشوکت سلطنتیں قائم کیں اور آج کے سائنسی علوم اور ایجادات دراصل اسلام کی مرہون منت ہیں چنانچہ اب جب کوئی اظہارِ افسوس کرتا ہے کہ تم پیچھے کی طرف لڑھک گئے ہو تو میں اس کی جہالت پر مسکرا دیتا ہوں۔ میں

ہونے پر فخر کیوں ہے؟ دراصل فخر و ناز کا احساس مجھے وقت اور تجربے نے عطا کیا۔ میں نے اسلامی تہذیب و ثقافت کی تعلیم ایک انگریزی یونیورسٹی میں حاصل کی۔ یہاں مجھے پتا چلا کہ یورپ کو قرونِ مظلمہ (Dark Age) سے نکالنے والا اسلام تھا۔ تاریخ نے مجھے بتایا کہ دنیا میں مسلمانوں نے کتنی عظیم و پرشوکت سلطنتیں قائم کیں اور آج کے سائنسی علوم اور ایجادات دراصل اسلام کی مرہون منت ہیں چنانچہ اب جب کوئی اظہارِ افسوس کرتا ہے کہ تم پیچھے کی طرف لڑھک گئے ہو تو میں اس کی جہالت پر مسکرا دیتا ہوں۔ میں

J&K Bank
Serving To Empower

BAJAJ Allianz
Caringly yours

TIME FOR HEALTHY WINS

Bajaj Allianz Health Guard Policy helps you stay on guard financially so that you and your family members are always safe from uncertain medical events.

Key Features & Benefits

- *Pre and Post-Hospitalization Expenses*
- *Preventive Health Check-Up*
- *Recharge Benefit*
- *Super Cumulative Bonus (Platinum Plan)*

To know more, contact your **J&K Bank's Relationship Manager**

Bajaj Allianz General Insurance Co. Ltd., Bajaj Allianz House, Airport Road, Yerawada, Pune - 411006. IRDAI Reg No.: 113. | CIN: U66010PN2000PLC015329 | UIN: BAJHLIP23212V062223 | web: www.bajajallianz.com | Toll free: 1800-209-5858 / 1800-209-0144

J&K Bank Ltd is a licensed Corporate Agent [bearing License No.: CA0029] of Bajaj Allianz General Insurance Company Ltd. [IRDAI registration No. 113]. The benefits/features of products are indicative and for more details on risk factors and Terms and Conditions, please read the sales brochure before concluding a sale. | BJAZ-P-JK-0015/15-11-2023

PUBLISHED BY: BISMA TAJAMUL, PRINTED BY: BISMA TAJAMUL on behalf of BISMA TAJAMUL R.N.I No: JKURD/2011/37141,
Printed At : K.T. Press Pvt Ltd. Rangreth Budgam J&K 190021 , Published From: NEW BUS STAND, BUDGAM J&K 191111, Editor: BISMA TAJAMUL
CONTACT NO. 9419786936, 6006551484, EMAIL: WATTANDAILY@GMAIL.COM,